چالیس سے زائد ان خوش نصیبوں کا مہکتا تذکرہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے کا شرف حاصل ہوا

ہم رکابِ رسول ﷺ

تالیف
مولانا [illegible] محمد ابراہیم فیضی

کتب خانہ سیرت

چالیس سے زائد ان خوش نصیبوں کا مہکتا تذکرہ جنہیں سواری پر

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے کا شرف حاصل ہوا

ہم رکابِ رسول ﷺ

مؤلف

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

حمیدی

کتب خانہ سیرت

لی مارکیٹ، صدر ٹاؤن، کراچی، موبائل: 0321-2834249

نام کتاب : ہم رکاب رسول ﷺ

مؤلف : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

صفحات : ۱۶۰

قیمت : /روپے

کمپوزنگ : محمد عرفان المانی، اردو بازار کراچی۔

فون:0334-3422072

سن اشاعت : ربیع الاول ۱۴۲۹ھ/ مارچ ۲۰۰۸ء

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
❁	افتتاحیہ	۷
❁	تقدیم	۱۰
❁	مقدمہ	۱۳
❁	رسول اللہ ﷺ کی سواریاں	۲۴
❁	رسول اللہ ﷺ کے سفر کی بعض دعائیں	۳۰
۱۔	جبریل امین ہم رکابِ رحمۃ للعالمین ﷺ	۳۳
۲۔	امّ النبی ﷺ ہم رکاب نبی ﷺ	۳۴
۳۔	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۵
۴۔	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۴۲
۵۔	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۴۵
۶۔	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما	۴۹
۷۔	حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما	۵۳
۸۔	حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما	۵۶
۹۔	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۵۸
۱۰۔	حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما	۶۳
۱۱۔	حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما	۶۷
۱۲۔	حضرت عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۶۹

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۳۔	حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما	۷۰
۱۴۔	حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	۷۴
۱۵۔	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	۷۹
۱۶۔	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	۸۲
۱۷۔	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما	۸۶
۱۸۔	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۹۲
۱۹۔	حضرت ابوذر الغِفاری رضی اللہ عنہ	۹۶
۲۰۔	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	۱۰۰
۲۱۔	حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ	۱۰۳
۲۲۔	حضرت شرید بن سوید الثقفی رضی اللہ عنہ	۱۰۵
۲۳۔	حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ	۱۰۷
۲۴۔	حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ	۱۱۳
۲۵۔	حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ	۱۱۵
۲۶۔	حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما	۱۱۷
۲۷۔	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱۲۰
۲۸۔	حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ	۱۲۵
۲۹۔	حضرت ابوالدرداء عویمر بن زید بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ	۱۲۷
۳۰۔	حضرت ابوامامہ صُدَیّ بن عجلان رضی اللہ عنہ	۱۳۰
۳۱۔	حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ	۱۳۳
۳۲۔	حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہما	۱۳۶
۳۳۔	حضرت ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ	۱۴۰

نمبر	عنوان	صفحہ
۳۴۔	حضرت ابوایاس رضی اللہ عنہ	۱۴۱
۳۵۔	حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ	۱۴۲
۳۶۔	بنوعبدالمطلب کے لڑکے رضی اللہ عنہم	۱۴۵
۳۷۔	والد ابوتمیمہ الجُهَیمی رضی اللہ عنہ	۱۴۶
۳۸۔	یومِ عرفہ کا ردیف رضی اللہ عنہ	۱۴۷
۳۹۔	نامعلوم الاسم ردیف رضی اللہ عنہ	۱۴۸
۴۰۔	امّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	۱۴۹
۴۱۔	حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا	۱۵۳
۴۲۔	حضرت امیہ بنت قیس ابن الصلت الغفاریہ رضی اللہ عنہا	۱۵۶
۴۳۔	ایک بدنصیب ردیف	۱۵۸
۴۴۔	بعض اہم مآخذ	۱۵۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمیدی

مری انتہائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاحیہ

ان الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ و نستغفرہ، و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فھو المھتد و من یضلل فلا ھادی لہٗ، و اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان سیدنا محمداً عبدہ و رسولہ

پروردگار عالم کی بے پایاں حمد ہے جس نے اپنے فضل واحسان سے کائنات کی ہر چیز کو نہ صرف خصوصی ساخت اور صورت بخشی بلکہ مقصد تخلیق کی طرف اس کی رہنمائی بھی فرمائی، خورد بین کی آنکھ سے نظر آنے والے جانداروں سے لے کر دیو پیکر جانداروں تک، ناقابل تقسیم ذرے سے لے کر فلک بوس پہاڑوں تک، کائنات کی بلند و بالا وسعتوں میں جھلملاتے لاتعداد ستاروں اور سیاروں سے لے کر تحت الثریٰ کی گہرائیوں تک ہر چیز کو جو شکل وصورت، جو قوت وصلاحیت اور جو صفت و خاصیت حاصل ہے صرف اور صرف اسی خلاقِ کون ومکان ہی کا عطیہ ہے، اسی نے ہر چیز کو یہ سکھا دیا کہ وہ اپنی قوتوں سے کس طرح کام لے اور ان منفعتوں تک کیسے رسائی حاصل کرے جن میں ان کی بقا بھی ہے اور کائنات کی مجموعی خدمت میں اپنے فریضہ کی ادائیگی بھی۔

اور لامحدود درود وسلام ہوں اس رسول گرامی ﷺ کی ذات بابرکات پر جن کی مقدس آنکھیں نہ صرف امت کی بخشش کی التجاؤں پر اشک بار رہیں بلکہ چرند پرند پر ظلم و زیادتی اور ان کی بے بسی بھی ان کو نم دیدہ کر دیا کرتی تھی۔ جو ننھی منی سی چڑیا کی بے قراری پر بھی تڑپ جایا کرتا تھا، اور ہر ذی روح تر جگر کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کا حکم فرمایا

کرتا تھا، جن کی بارگاہ میں جانور اپنی عرضداشتیں لاتے اور من چاہی مرادیں پاتے تھے۔

یہ گزشتہ صدی کی آٹھویں دہائی کا ذکر ہے، ایک علمی ادارے میں صحیح البخاری کی شروح کے مطالعہ کے دوران عمدۃ القاری کی یہ عبارت نظر سے گزری کہ:

و قد جمع ابن منده الاصبهانی کتابا فیه اسماء من اردفه سیدنا رسول الله ﷺ معه علی الدابة فبلغ نیفا و ثلاثین رجلاً (ج۹ص۱۲۴)

ابن مندہ اصبہانی (ت ۳۹۵ھ/ ۱۰۰۵ء) نے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں ان حضرات کے اسمائے گرامی ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے سواری کے جانور پر اپنا ردیف بنایا ہے یہ تیس سے کچھ اوپر اشخاص ہیں۔

یہ عبارت پڑھتے ہی دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ کیوں نہ ان محترم اشخاص کا تذکرہ مرتب کیا جائے جن کو رب ذوالجلال نے سواری پر حضور ﷺ کے ساتھ سوار ہونے کا شرف بخشا ہے۔

تلاش وجستجو کا عمل شروع ہوا اور دورانِ مطالعہ بلا مبالغہ عربی، فارسی اور اردو کی چھوٹی بڑی بیسیوں کتب نظر سے گزریں، جہاں کہیں اس موضوع سے متعلق روایت دستیاب ہوئی اس کا اندراج کیا، اور اصل مآخذ تک رسائی اولین ترجیح رہی۔ تیس سال کا عرصہ گزرنے کے بعد میرے قادر وکریم رب تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق ارزانی فرمائی ہے کہ یہ مختصری کاوش آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔ **الحمد لله حمداً کثیراً طیباً مبارکاً کما یحب ربنا و یرضیٰ**۔

چالیس سے زائد ان خوش نصیبوں کی یہ تعداد حتمی نہیں بلکہ اس میں یقینی طور پر اضافہ ہوسکتا ہے، کیونکہ بعض حضرات کے نام ملے مگر تفصیل دستیاب نہ ہوئی اور حضرت

انس رضی اللہ عنہ کے بقول رسول اللہ ﷺ کا معمول شریف یہ رہا کہ دورانِ سفر اپنے اہل بیت اور صحابہ میں سے جس کو پسند فرماتے اپنا ردیف بنالیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے حج، عمرہ، غزوات، مختلف قبائل میں تبلیغ اور معاہدوں کے ضمن میں اکثر سفر اختیار فرمایا ہے، سو اس کے مقابلے میں ہمرکابی کا شرف رکھنے والوں کی یہ تعداد بہت مختصر ہے اور حال یا مستقبل کے کسی محقق کی تحقیق کی منتظر ہے۔ **واللہ الهادی و هو یهدی السبیل**

اسمائے گرامی کی ترتیب میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے تذکرے کے بعد فکرِ فاروقی رضی اللہ عنہ کی اتباع میں پہلے اہل بیت نبوت، پھر مہاجرین وانصار صحابہ کرام اور آخر میں صحابیات کا ذکرِ خیر ہے۔

سب سے آخر میں علامہ سید محمود آلوسی کی ذکر کردہ ایک چونکا دینے والی روایت درج کی گئی ہے جس میں امت مسلمہ کے فرعون ابوجہل کے رسول اللہ ﷺ کا ردیف بننے کا تذکرہ ہے۔

اس سلسلے میں جن کرم فرماؤں نے مفید مشوروں سے نوازا، کتب کی فراہمی میں مدد کی، حوالہ جات کی دستیابی میں معاونت فرمائی، سب کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں، خصوصاً معروف ادیب ومحقق جناب ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی کا شکرگزار ہوں جنہوں نے علالت کے باوجود تقدیم رقم فرمائی، ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن صاحب جنہوں نے اس کتاب کی تدوین اور ترتیب میں ہمہ جہتی مدد کی، جہانِ سیرت کے مدیر حافظ محمد عارف گھانچی صاحب اور حافظ محمد عرفان خان المانی جو طباعت کی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔

فجزاهم الله احسن الجزاء

حافظ محمد ابراہیم فیضی

شہاب منزل، پاکستان چوک، کراچی

پیر ۲۴ رصفر المظفر ۱۴۲۹ھ/۳ مارچ ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر کم و بیش ۱۴۴۲ برس گزر چکے ہیں اور ماہ و سال کی ہر گردش کے ساتھ نقوشِ نبوت اور ابھرتے جا رہے ہیں، اور سیرت پاک و حیاتِ طیبہ کے اطراف و جوانب اور روشن ہوتے جا رہے ہیں، آپ کی مثالی زندگی کا کون سا گوشہ ایسا ہے جس پر لکھنے والوں نے نہیں لکھا، وقت کے گزران کے ساتھ زندگی کے نئے طریقے اور قرینے سامنے آتے جائیں گے اور ان راستوں کو بھی حیاتِ محمد ﷺ کی روشنی میں دیکھا اور پرکھا جائے گا۔

جو رسولِ ہمہ زمان ﷺ کے قریب آیا اس کی زندگی ابد آثار بن گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کس کس پہلو سے نہیں لکھا گیا۔ اصحابِ بدر، اصحابِ بیعتِ رضوان، فتحِ مکہ کے شرکا، رسول اللہ ﷺ کے قاصد، سرورِ کائنات کے عمال، رسول اللہ ﷺ کے کاتب، اور اس سلسلے میں بھی زمرے قائم کے گئے۔ کاتبانِ وحی، کاتبانِ مکتوبات، کاتبانِ وثائق وغیرہ۔ مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی صاحب کی تالیف جدید اسی سلسلے کی ایک روشن کڑی ہے۔ عربی زبان میں اس موضوع پر چند رسالے موجود ہیں، ایک آدھ رسالہ میری نظر سے بھی گزرا ہے مگر میرا خیال ہے کہ فیضی صاحب کی تالیف زیادہ مبسوط ہے۔

فیضی صاحب ایک نہایت پڑھے لکھے، اصل مآخذ سے باخبر، صاحبِ علم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باذوق اور فنِ ادارت و تدوین سے کماحقہٗ باخبر اہلِ قلم ہیں۔ اس پر

حسنِ تحریر کے محاسن مستزاد، اللہ تعالیٰ نے فیضی صاحب کو اپنی بات اپنے قارئین تک آج کی زندہ اردو میں کمالِ تاثر کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت اور توفیق ارزانی فرمائی ہے، ہمیں یقین ہے کہ اس نعمت پر انہوں نے اپنے رب کا مسلسل شکر ادا کیا ہوگا۔

کسی کتاب پر حواشی یا پاورقی (Footnotes) لکھنا کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے لیکن مفید اور کارآمد تعلیقات لکھنے کے لئے اپنی کتاب کے موضوع کی مکمل تفہیم لازم ہے۔ ''ہم رکابِ رسول ﷺ'' کا بنیادی موضوع ہے اسفارِ رسول اللہ ﷺ، اور اس موضوع کو اپنی نظر میں رکھتے ہوئے فیضی صاحب نے مقدمہ کتاب میں وسائل سفر کو عنایت پروردگار کے طور پر پیش کیا ہے جس نے سمندروں اور ہواؤں کو انسان کے لئے مسخر کیا جس نے کشتیوں، جہازوں اور بار برداری کے جانوروں کے ذریعے سفر کو انسان کے لئے آسان بنایا اور جس نے نت نئی ایجادوں کی خبر دی وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ اس سلسلۂ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے فیضی صاحب نے عالمِ حیوانات پر رحمۃ للعالمین ﷺ کے احسانات کا تذکرہ کیا ہے، یہ تو وہ ذاتِ گرامی تھی جس کے حضور بے زبان جانور بھی آکر آنسوؤں کی زبان میں اپنی شکایات پیش کرتے تھے اور رحمت لقب ﷺ ان آنسوؤں کی روئداد کو کس شفقت سے پڑھ لیتے تھے۔

اس مقدمہ کے بعد فیضی صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی سواریوں کا ذکر فرمایا ہے، تاریخ عالم نے غیر ضروری معلومات کا بوجھ اپنے اوپر سے اتار کر اسے فراموشی کے سمندر میں غرق کر دیا۔ آج نظر بظاہر کتنے مہم واقعات کی تفاصیل ہمیں نہیں معلوم لیکن رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں، اونٹنیوں، دراز گوشوں اور خچروں کے نام تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں کیونکہ انہیں سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت کا موقع ملا تھا، اسی کے ساتھ ساتھ فیضی صاحب نے سفر کی مسنون دعائیں بھی پیش کر دی ہیں، وہ دعائیں جو آج بھی سفر کے موقع پر مسلمان کی رفیق ہوتی ہیں، وہ دعائیں جو ہمیں مقصدِ سفر اور مقصدِ حیات

بھولنے نہیں دیتیں جن میں سفر کی سہولتوں کے ساتھ نیکی، تقویٰ اور اُن اعمال کے لئے رب کائنات کے حضور ہماری التجائیں شامل ہیں جن سے ہمارا رب ہم سے راضی ہو۔
اور تو اور حضرت ختمی مرتبت ﷺ اُن بستیوں کے لئے بھی دعا فرماتے جن سے آپ گزرتے تھے۔ غزوات میں بھی یہی آپ کا معمول تھا، آپ نے حملہ کی رات خیبر کی بستی کے لئے بھی خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔

یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر ذکر اور تذکرے کی طرح اس کتاب کا فیض اس کے قارئین کو حاصل ہوگا اور ویسے بھی۔

حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

کاش ہم اپنا سفرِ حیات بھی رسول اللہ ﷺ کے ردیفوں اور ہم رکابوں کی طرح عافیت اور سلامتی سے طے کرسکیں۔ آمین یارب العالمین

سید محمد ابوالخیر کشفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

لا محدود حمد اس خالقِ ارض و سماء، مالکِ صبح و مسا کے لئے ہے جس نے مشتِ خاک انسان کو بے مثال شرف عطا فرمایا، زمین و آسمان کی ہر چیز کو اس کے کام میں لگایا اور ہر قسم کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے اس کا دامن بھر دیا، ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً (۱)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں بھرپور انداز میں اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں دے دیں۔

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۝ وَ اٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ط وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط (۲)

اور تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے جو برابر رواں دواں ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن مسخر کئے۔ اور تمہاری سب مانگی ہوئی چیزوں میں سے تمہیں عطا فرمایا اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں گن نہ سکو گے۔

۱۔ لقمان: ۲۰

۲۔ ابراہیم: ۳۳، ۳۴

جس نے اس رنگا رنگ، وسیع و عریض کائنات میں انسان کو خلافتِ ارضی عطا فرمائی، بحر و بر پر حکمرانی بخشی، پاکیزہ رزق عطا فرمایا اور اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت و تکریم سے نوازا، ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ (۳)

بے شک ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت بخشی اور ان کو خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں کی روزی دی اور ان کو اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ (۴)

تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں رواں کرتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو، بے شک وہ تم پر بہت مہربان ہے۔

اگر سمندروں، دریاؤں میں سبک رفتاری سے رواں دیوقامت جہاز قسم قسم کے سامان اور انسانوں کو لئے دنیا کے گوشہ گوشہ میں محوِ سفر رہتے ہیں تو خشکی میں مختلف قسم کے ذرائع نقل و حمل انسان کی خدمت میں ہر آن کمربستہ نظر آتے ہیں۔

سواری اور بار برداری میں کام آنے والے جانوروں، کشتیوں، جہازوں سے لے کر قیامت تک ایجاد ہونے والے ذرائع نقل و حمل کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا:

وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ

۳۔ بنی اسرائیل: ۷۰

۴۔ بنی اسرائیل: ۶۶

الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً ؕ وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (۵)

اور وہ (جانور) تمہارے بوجھ ان شہروں کی طرف لے جاتے ہیں جہاں تک تم نیم جان ہوئے بغیر نہ پہنچتے، بے شک تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے، گھوڑے، خچر اور گدھے کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ باعثِ زینت بھی ہیں اور وہ (ایسی چیزیں) پیدا فرمائے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔

خشکی اور تری کی یہ سواریاں انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بے بہا نعمت بھی ہیں اور سامانِ عبرت بھی:

وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ (۶)

اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں بڑی عبرت ہے، ہم تمہیں ان کے پیٹوں سے دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو اور تم ان پر اور کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہو۔

وَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَ الْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ (۷)

اور (اللہ ہی ہے) جس نے سب چیزوں کے جوڑے بنائے اور

۵۔ النحل: ۷، ۸

۶۔ المؤمنون: ۲۱، ۲۲

۷۔ الزخرف: ۱۲، ۱۳

تمہارے لئے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں کہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک طرح بیٹھو، جب اس پر جم کر بیٹھو تو پھر اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو۔

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ O وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا یَاْكُلُوْنَ O وَ لَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ O (۸)

اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے چوپائے ان کے لئے پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں اور ان (مویشیوں) کو ان کے تابع کر دیا تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں۔ اور ان کے لئے ان میں بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا یہ شکرادا نہیں کریں گے۔

اور لاتعداد بار درود وسلام ہوں اس رحمۃ للعالمین پیغمبر گرامی ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جن کی رحمت ہر آن عالمین کے ہر فرد پر سایہ فگن ہے، اور جن کا اسوۂ حسنہ قیامت تک آنے والے ہر بشر کے لئے فوز وفلاح کی نوید ہے۔

انسان کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے نور ہدایت سے ضیابار نہ ہو انسان کا اپنے خالق و مالک سے تعلق، انسان کا دوسرے انسانوں سے تعلق، انسان کا دوسری مخلوقِ خدا سے تعلق کیسا ہو؟ اس کی فانی زندگی کے لمحات کیسے بسر ہوں؟ اس کی صلاح وفلاح کس طرح ممکن ہے؟ غرض سیرت مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں صراط مستقیم کی جگمگاتی کہکشاں اپنی تمام تر دلربائی اور دل نوازی کے ساتھ قیامت تک ہر فرد کی رہنمائی کے لئے موجود ہے۔

۸۔ یٰسین: ۷۱۔۷۳

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری جس طرح انسانوں کے لئے باعث رحمت ہے اسی طرح بے زبان جانور بھی آپ کی رحمت سے یکساں نفع یاب ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے انسانوں کی نظر میں جانوروں کا کوئی مقام نہ تھا، ظاہر ہے جہاں اشرف المخلوقات انسان کی سرِ بازار بولی لگتی ہو، منڈی میلوں میں انسانیت کا مول تول ہوتا ہو وہاں بے زبان جانور کس شمار قطار میں آتے ہیں۔

کہیں مالک کی موت پر اس کی سواری کے جانور کو قبر پر باندھ دیا جاتا اور وہ بھوکا پیاسا تڑپ تڑپ کر مر جاتا، یہ رسم البلیۃ کہلاتی تھی۔ کہیں جاندار کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کی مشق کی جاتی تھی۔ (۹) کہیں زندہ جانور کے جسم کا کوئی حصہ مثلاً کوہان، چکتی وغیرہ کاٹ کر پکا لیتے تھے۔ (۱۰) جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد تے، ان کے مونہوں پر داغ لگاتے۔ (۱۱) غرض یہ کہ جانور پر ہر ستم روا رکھا جاتا تھا۔

رسولِ رحمت ﷺ کی تشریف آوری سے گلشنِ حیات میں بہار آ گئی، مخلوقِ خداوندی کو اس کے حقوق عطا ہوئے، انسانوں، جانوروں، پرندوں، چرندوں، حشرات الارض کے حقوق کا تعین فرما دیا گیا، تعذیب وتکلیف پر مشتمل تمام رسوم حرف غلط کی طرح مٹا دی گئیں، ہر ذی روح، تر جگر جاندار کے ساتھ حسن سلوک کو نیکی، گناہوں کی مغفرت اور قربِ الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا۔

رسول رحمت ﷺ کی خدمت میں جانور بھی اپنی عرضداشتیں پیش کرنے لگے، مالکوں کے ظلم وزیادتی کی کہانیاں سنانے لگے۔

۹۔ صحیح البخاری، کتاب الذبائح و الصید، رقم الحدیث: ۵۵۱۳، ۵۵۱۴۔ سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، رقم الحدیث: ۲۸۱۵

۱۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصید، رقم الحدیث: ۲۸۵۸۔ جامع ترمذی، کتاب الصید، رقم الحدیث: ۱۴۸۰

۱۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب النهی عن الوسم فی الوجه الخ، رقم الحدیث: ۲۵۶۴

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین عجیب واقعات ملاحظہ کیے، (ان میں سے ایک یہ ہے) میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اس نے آپ کے سامنے اپنی گردن جھکا دی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو اس کا مالک کون ہے اس کا کچھ معاملہ ہے؟ میں مالک کی تلاش میں نکلا وہ اونٹ ایک انصاری کا تھا، میں اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بلا لایا، آپ نے فرمایا: تیرے اس اونٹ کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا معلوم نہیں اس کا کیا معاملہ ہے؟ بخدا ہم اس پر پانی لایا کرتے تھے، اب یہ اس خدمت کے قابل نہیں رہا، ہم نے گزشتہ رات مشورہ کیا کہ اسے ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، یہ اونٹ مجھے ہبہ کر دو یا میرے ہاتھ فروخت کر دو، اونٹ کے مالک انصاری صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ آپ کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس پر صدقہ کا نشان لگایا اور اسے صدقہ کے اونٹوں میں بھیج دیا۔ (۱۲)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھا، آپ کو قضائے حاجت کے وقت کھجوروں وغیرہ کی آڑ بطورِ ستر پسند تھی، ہم انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے، اچانک وہاں بلبلاتا ہوا اونٹ آپ ﷺ کے پاس آ گیا، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن اور سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ پُرسکون ہو گیا، آپ نے پوچھا: اس کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری جوان نے آ کر کہا: یا رسول اللہ! یہ میرا اونٹ ہے، آپ نے فرمایا: تم ان چوپایوں کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں ان کا مالک بنایا ہے، اس نے مجھ سے یہ شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ

۱۲۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث یعلی بن مرہ الثقفی رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۷۰۹۷

لیتے ہو۔ (۱۳)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اس نے نبی ﷺ کی گود میں سر رکھ دیا اور بلبلانے لگا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس اونٹ کا کہنا ہے اس کا مالک اس کو اپنے والد کی طرف سے کھانے میں ذبح کرنا چاہتا ہے، یہ فریاد لے کر آیا ہے، ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! یہ فلاں کا اونٹ ہے اور وہ یہی چاہتا ہے، نبی کریم ﷺ نے اسے بلا کر دریافت فرمایا، اونٹ کے مالک نے یہی ارادہ ظاہر کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے ذبح نہ کروا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ (۱۴)

چوپائے عذابِ الٰہی سے بچاتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے چوپایوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور نیکی کو دخولِ جنت اور عذابِ الٰہی سے بچنے کا سبب قرار دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بدکار عورت کی اس وجہ سے مغفرت ہوگئی کہ اس کا گزر ایک ایسے کتے سے ہوا جو کنوئیں کے کنارے پیاس کی وجہ سے قریب المرگ تھا، اس عورت نے (از راہِ ہمدردی) اپنا موزہ نکال کر اسے دوپٹہ سے باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا (اور اسے پلایا)، اسی وجہ سے اسے بخش دیا گیا، عرض کیا گیا: کیا جانوروں کے کھلانے پلانے میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر تر جگر (جان دار) کی خدمت میں اجر ہے۔ (۱۵)

۱۳۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب مایؤمر به من القیام علی الدواب و البهائم، رقم الحدیث: ۲۵۴۹۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنهما)، رقم الحدیث: ۱۷۴۸

۱۴۔ طبقات ابن سعد، ج ۱ص ۱۴۶

۱۵۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۳۲۱۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب فضل سقی البهائم الخ، رقم الحدیث: ۵۸۶۰، ۵۸۶۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایسے کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا، اس نے اپنے موزے سے پانی بھر کر چلو سے پانی ڈال کر اسے سیراب کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرما لیا، اور اسے جنت میں داخل فرما دیا۔(۱۶)

صحیح البخاری کی دوسری روایت میں اس کی تفصیل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کہیں جا رہا تھا اسے سخت پیاس لگی، وہ کنوئیں میں اترا، پانی پی کر باہر نکلا تو اس نے دیکھا ایک کتا پیاس کی وجہ سے زبان نکالے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے، اس نے سوچا: اسے بھی ویسی پیاس لگی ہے جیسی مجھے لگی تھی، وہ کنوئیں میں اترا اپنے موزے میں پانی بھرا، موزے کے منہ کو پکڑا اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا چوپایوں (کے کھلانے پلانے) میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر تر جگر (جاندار) کی خدمت میں اجر ہے۔(۱۷)

حضرت مسافع الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ لَا عِبَادٌ رُكَّعٌ وَ صِبْيَةٌ رُضَّعٌ وَ بَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا (۱۸)

اگر رکوع کرنے والے بندے، دودھ پیتے بچے اور چارہ کھانے والے چوپائے نہ ہوں تو تم پر عذاب نازل ہو۔

۱۶۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث:۱۷۳

۱۷۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث:۲۳۶۳، ۲۴۶۷، ۶۰۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب فضل ساقی البهائم الخ، رقم الحدیث:۵۸۵۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، رقم الحدیث:۲۵۵۰۔ الادب المفرد، باب رحمة البهائم، رقم الحدیث:۳۷۸

۱۸۔ اسد الغابه، رقم:۴۸۵۴، بحوالہ طبرانی، ابن مندہ، ابن عدی۔ الاصابه فی تمییز الصحابه، تذکرہ عبید الذهلی، رقم:۶۷۵۵

جانوروں پر ظلم کا انجام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک عورت کو اس وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو بند کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ بھوکی پیاسی مر گئی، اس عورت نے نہ تو اس کو خود کھلایا پلایا نہ اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض کھا لیتی۔(۱۹)

جانوروں سے اچھا سلوک کرو

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتیں یاد رکھی ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، سنو جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقہ سے قتل کرو اور جب تم (کسی جانور کو) ذبح کرو تو بہترین طریقہ سے ذبح کرو، اپنی چھری کو تیز کر کے اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔(۲۰)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایسے چند لوگوں پر گزر ہوا جنہوں نے مرغی کو باندھ رکھا تھا اور اس پر تیر اندازی کر رہے تھے، انہوں نے آپ کو دیکھا تو ادھر ادھر منتشر ہو گئے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کام کس نے کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کام کرنے والے پر لعنت کی ہے۔(۲۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۹۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم قتل الهرة، رقم الحدیث:۵۸۵۲۔ کتاب البر، باب تحریم تعذیب الهرة و نحوها، رقم الحدیث:۶۶۷۹۔ کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة الله تعالیٰ، رقم الحدیث:۶۹۸۲۔ مسند امام احمد بن جنبل، عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما، رقم الحدیث:۱۴۱۹۲۔ الادب المفرد، باب رحمة ابهائم، رقم الحدیث:۳۷۹

۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب الصید و الذبائح، رقم الحدیث:۵۰۵۵

۲۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصید و الذبائح، رقم الحدیث:۵۰۶۱، ۵۰۶۲

کسی جاندار کو ہدف مت بناؤ۔ (۲۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جانوروں کے منہ پر داغ لگانے اور ان کے منہ پر مارنے سے منع فرمایا۔ (۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو (کہ ان پر سوار ہو کر بے فائدہ تقریریں کرتے رہو اور باہم گفتگو میں مصروف رہو) اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لئے تمہارے تابع کر دیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ ایسے مقامات تک سفر کرسکو جہاں تک تم بغیر مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ (۲۴)

حضرت عتبہ بن عبدالسُلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی کے بال، گردنوں کے بال اور ان کے دموں کے بال نہ کاٹو، ان کی دُمیں ان کا مورچھل (مکھیاں اڑانے کا پنکھا) ان کے گردن کے بال ان کا دفاع اور ان کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی ہے۔ (۲۵)

حضرت ابو وہب الجشمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں سے ربط و تعلق رکھو اور ان کی پیشانیوں اور کولھوں پر ہاتھ پھیرو۔ (۲۶)

حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان جانوروں پر اچھی حالت میں سواری کرو، انہیں اچھے طریقے سے چھوڑو اور ان کو راستوں اور بازاروں میں اپنی باتوں کے لئے کرسیاں نہ بناؤ (کہ بلاضرورت جانور

۲۲۔ صحیح مسلم، کتاب الصید و الذبائح، رقم الحدیث: ۵۰۵۹

۲۳۔ مسند امام احمد بن حنبل (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)، رقم الحدیث: ۱۴۰۱۵، ۱۴۶۲۸

۲۴۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الوقوف علی الدابۃ، رقم الحدیث: ۲۵۶۷

۲۵۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب کراہیۃ جز نواصی الخیل و اذنابہا، رقم الحدیث: ۲۵۴۲

۲۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب اکرام الخیل و ارتباطہا و المسح علی اکفالہا، رقم: ۲۵۵۳

پر سوار ہو کر گپ شپ میں مصروف رہو) بہت سی سواریاں سوار سے بہتر ہوتی ہیں، وہ سوار سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہیں۔ (۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سرسبزی اور شادابی کے زمانہ میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین کی سرسبزی سے فائدہ پہنچاؤ اور جب تم قحط کے زمانہ میں سفر کرو تو ان کو تیزی کے ساتھ چلاؤ۔ (۲۸) (تاکہ وہ چارے اور سفر کی تکلیف سے جلد نجات پائیں)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا۔ (۲۹) (کہ اس طرح جانور بلاوجہ زخمی ہو کر تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں)۔

حضرت سوادہ بن الربیع الجرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنی والدہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے ہمیں بکریاں دینے کا ارشاد فرمایا اور میری والدہ سے فرمایا: اپنے بیٹوں سے کہنا اپنے ناخن تراش لیں تاکہ بکریوں کو تکلیف نہ ہو اور ان کے تھن زخمی نہ ہوں اور ان سے کہنا اپنے جانوروں کو اچھی خوراک مہیا کرنا۔ (۳۰)

۲۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۵۲۱۹، ۱۵۲۲۳

۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر، رقم الحدیث: ۴۹۵۹، ۴۹۶۰

۲۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی التحریش بین البہائم، رقم الحدیث: ۲۵۶۲

۳۰۔ طبقات ابن سعد، ج ۷ ص ۳۴، رقم: ۳۸۸۳۔ الاصابہ، ج ۳ ص ۱۸۴، رقم: ۳۶۰۱

رسول اللہ ﷺ کی سواریاں

گھوڑے

مختلف اوقات میں متعدد گھوڑے رسول اللہ ﷺ کی سواری میں رہے ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ السَّکْب: مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے یہی گھوڑا بنوفزارہ کے ایک اعرابی سے دس اوقیہ میں خرید فرمایا، اعرابی کے ہاں اس کا نام الضرس تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی سبک رفتاری دیکھتے ہوئے اس کا نام ''السکب'' (آب رواں) رکھا، اسی گھوڑے پر سوار ہو کر آپ نے غزوۂ اُحد میں شرکت فرمائی تھی۔ ''السکب'' پنج کلیان گھوڑا تھا۔ (۳۱)

۲۔ المرتَجز: یہ وہی گھوڑا ہے جس کے خرید فرمانے کی گواہی حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے دی تھی، گھوڑا بیچنے والے اعرابی کا تعلق بنومرہ سے تھا۔ (۳۲) الاصابہ میں ہے المرتجز عُصَیم بن الحارث رضی اللہ عنہما کے والد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی الفرعاء نام کی اونٹنی مرحمت فرمائی تھی۔ (۳۳)

۳۔ لِزاز: یہ گھوڑا والیٔ مصر مقوقس نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ روانہ کیا تھا۔

۴۔ الظَّرِب: یہ گھوڑا حضرت فروہ بن عمیر الجذامی رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ روانہ کیا تھا۔ (۳۴)

۳۱۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ص۳۸۰
۳۲۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ص۳۸۰
۳۳۔ الاصابہ، ج۴ص۴۱۷، رقم: ۵۵۷۴
۳۴۔ الطبقات الکبریٰ، ج۷ص۳۰۳

ابوعبید البکری نے زہری سے روایت کیا ہے کہ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے الظرب نام کے گھوڑے پر گھڑ دوڑ کے مقابلہ میں حصہ لیا، رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کے سبقت حاصل کرنے پر حضرت سہل رضی اللہ عنہ کو یمنی چادر پہنائی۔ (۳۵)

۵۔ اَللَّحِیف یا اَللُّخَیف: یہ گھوڑا ربیعہ بن ابی البراء نے پیش کیا تھا۔
حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمارے باغات میں نبی کریم ﷺ کا لُحَیف نام کا گھوڑا تھا۔ (۳۶)

۶۔ الورد: یہ گھوڑا حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے یہ گھوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا، انہوں نے راہِ خدا میں کسی مجاہد کو دے دیا، پھر اس کو بازار میں فروخت ہوتے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کو خریدنے کی اجازت طلب فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمادیا۔ (۳۷)

۷۔ سبحہ یا سجہ: یہ گھوڑا گھڑ دوڑ میں شریک کیا گیا، اور سب گھوڑوں سے سبقت لے گیا، رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور اسے پسند فرمایا۔

عیون الاثر (ج۲ص۴۲۱) میں ہے رسول اللہ ﷺ کے ان سات گھوڑوں پہ اہل سیرت کا اتفاق ہے، باقی پندرہ گھوڑوں میں اختلاف ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۸۔ مُلاوِح	۹۔ السَّداد	۱۰۔ الابلق
۱۱۔ ذوالعُقّال	۱۲۔ ذواللِّمّۃ	۱۳۔ المرتجل
۱۴۔ السرحان	۱۵۔ الیعسوب	۱۶۔ البحر
۱۷۔ الادھم	۱۸۔ الشَّحا	۱۹۔ السَّجل

۳۵۔ التراتیب الاداریہ، ج۱ص۳۶۴
۳۶۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد و السیر، رقم الحدیث: ۲۸۸۸
۳۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۲ص۳۶۴، رقم الحدیث: ۶۵۷۹

۲۰۔ المُراوح یا المرواح۔ حضرت زید بن طلحہ تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ گھوڑا ان تحائف میں شامل تھا جو قبیلہ مذحج کی شاخ رہاوی کے وفد نے پیش کیے تھے، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے انہوں نے یہ گھوڑا دوڑا کر دکھایا تو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا۔ (۳۸)

۲۱۔ النجیب ۲۲۔ الظَّرف (۳۹)

خچر

۱۔ شہباء: یہ خچر والیٔ مصر مقوقس نے روانہ کیا تھا، اس کا دوسرا نام دلدل تھا، دلدل سفید اور سیاہ ملے جلے رنگ کا خچر تھا، اہل عرب نے اس سے قبل اس رنگ کا خچر نہیں دیکھا تھا۔ (۴۰) دلدل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور تک ینبع میں زندہ رہا۔

۲۔ فِضّۃ: یہ خچر فروہ بن عمرو الجذامی النفاثی رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کی اطلاع کے ساتھ روانہ کیا تھا، یہ خچر سفید رنگ کا تھا، حضرت فروہ رضی اللہ عنہ قیصر روم کی طرف سے معان اور گردونواح کے حکمران تھے، اسلام قبول کرنے کی پاداش میں آپ کو فلسطین میں عفراء نامی چشمے پر پھانسی دے دی گئی۔ (۴۱) رسول اللہ ﷺ نے یہ خچر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا۔ (۴۲)

۳۔ دومہ کے حکمران نے ایک خچر بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔

۴۔ ایک خچر اَیلہ کے حکمران نے پیش کیا تھا، یہ خچر سفید رنگ کا تھا۔ (۴۳) غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے۔ (۴۴)

۳۸۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ص۲۵۹

۳۹۔ الشجرۃ النبویہ فی نسب خیر البریہ ﷺ، باب مراکب النبی ﷺ، ص۹۸۔۹۹

۴۰۔ الطبقات الکبریٰ، ج۷ص۳۴

۴۱۔ اسد الغابہ، ج۴ص۵۳، رقم:۴۲۱۲

۴۲۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ص۳۸۱

۴۳۔ مسند امام احمد بن حنبل (حدیث ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث:۲۳۰۹۳

۴۴۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث:۲۸۶۴، ۲۸۷۴، ۲۹۳۰، ۴۳۱۵، ۴۳۱۷

۵۔ ایک اور خچر نجاشی شاہ حبشہ نے روانہ کیا تھا۔ (۴۵)

دراز گوش

رسول اللہ ﷺ کی سواری میں متعدد دراز گوش رہے:

۱۔ عُفیر: یہ گدھا والیٔ مصر مقوقس نے آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کا عفیر نام کا دراز گوش تھا، آپ اس پر سوار ہوتے تھے۔ (۴۶)

۲۔ یعفور: یہ دراز گوش حضرت فروہ بن عمرو الجذامی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں تحفۃً روانہ کیا تھا، یہ دراز گوش سیاہی مائل سفید رنگ کا تھا، حجۃ الوداع سے واپسی کے سفر میں مرگیا۔ (۴۷)

۳۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا پیش کردہ دراز گوش۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، جب واپس تشریف لے جانے لگے تو ہم نے سواری کے لئے دراز گوش پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: دراز گوش کا مالک آگے سوار ہونے کا زیادہ حق دار ہے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دراز گوش آپ کا ہے۔ (۴۸)

اونٹنیاں

۱۔ القصواء: یہ اونٹنی بنو الحریش کی تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو اور اس کے ساتھ ایک اور اونٹنی کو آٹھ سو درہم میں خریدا تھا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر

۴۵۔ الشجرۃ النبویہ، باب مراکب النبی ﷺ ص۹۹

۴۶۔ مسند امام احمد بن حنبل، (مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) ج۱، رقم الحدیث:۸۸۸

۴۷۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ص۳۸۱۔ الشجرۃ النبویۃ، باب مراکب النبی ﷺ، ص۹۹

۴۸۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث قیس بن سعد رضی اللہ عنہما)، رقم الحدیث:۲۳۳۳۲

رضی اللہ عنہ سے یہ اونٹنی چار سو درہم میں خریدی، آپ نے اسی پر سفر ہجرت فرمایا تھا، یہ اونٹنی آخر تک آپ کے پاس رہی۔ (۴۹)

حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں اسی اونٹنی پر سوار ہو کر تلبیہ کہا تھا، اور میدانِ عرفات میں اسی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور مزدلفہ کی طرف تشریف لائے اور دوسرے دن اسی پر سوار ہو کر جمرۂ عقبہ کی رمی فرمائی۔ (۵۰)

۲۔ العضباء: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام العضباء تھا۔ (۵۱)

یہ سبک رفتار اونٹنی تھی، دوڑ میں ہمیشہ سبقت لے جاتی تھی، ایک مرتبہ ایک بدوی جوان اونٹ پر آیا اور مقابلہ میں العضباء سے آگے نکل گیا، مسلمانوں کو یہ چیز ناگوار گزری، رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی تو ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے دنیا میں جب کوئی چیز بلند ہوتی ہے تو وہ اسے پست کر دیتا ہے۔ (۵۲) سورۃ البراءۃ کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں ۹ھ میں حج کے موقع پر مشرکین کو آیاتِ براءت سنانے کے لئے اسی عضباء اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ گئے تھے۔ (۵۳)

غزوۂ خیبر سے واپسی کا سفر رسول اللہ ﷺ اسی عضباء اونٹنی پر سوار ہو کر کیا تھا۔ (۵۴) نیز غزوۂ ذی قرد میں بھی آپ نے اسی اونٹنی کو شرفِ سواری بخشا تھا۔ (۵۵)

۴۹۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ص۳۸۲، ذکر ابل رسول اللہ ﷺ

۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب المناسک، باب حجۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۲۹۵۰

۵۱۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد و السیر، باب ناقۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۲۸۷۱

۵۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۸۷۲، ۶۵۰۱

۵۳۔ سیرت ابن ہشام، ج۴ص۵۴۶

۵۴۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۳۵۰۰

۵۵۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب غزوۃ ذی قرد و غیرھا، رقم الحدیث: ۴۶۷۷

۳۔ الجدعاء: رسول اللہ ﷺ کی اسی الجدعا نامی اونٹنی پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح بدر کی بشارت لے کر آئے تھے۔ (۵۶)

۴۔ الصہباء: حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے اپنی صہباء نامی اونٹنی پر جمرۂ عقبہ کی رمی فرمائی۔ (۵۷)

حضرت ابو کاہل قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عید والے دن رسول اللہ ﷺ کو نکٹے ہوئے کان والی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا، حبشی (شاید بلال رضی اللہ عنہ) نے اس کی مہار تھامی ہوئی تھی۔ (۵۸)

۵۔ سرخ اونٹ: حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حجۃ الوداع میں یوم عرفہ کی شام کو نبی کریم کو اپنے سرخ اونٹ پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا، آپ ﷺ ہاتھ سے اشارہ کر رہے تھے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں درخت کی شاخ تھی۔ (۵۹)

۶۔ الثعلب: ابن اسحاق کی تصریح کے مطابق عمرۂ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت خراش بن امیہ الخزاعی رضی اللہ عنہ کو اپنے الثعلب نامی اونٹ پر قریشی سرداروں کے پاس اپنی آمد کی غرض بیان کرنے کے لئے بھیجا تھا، قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور حضرت خراش رضی اللہ عنہ کے قتل کے درپے ہوئے، جن کی جان احابیش کی مداخلت سے بچی۔ (۶۰)

۵۶۔ الاصابہ فی تمییز الصحابۃ، ج۸ص۱۳۹، رقم: ۱۱۱۸۷

۵۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، رقم الحدیث: ۳۰۳۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۴۹۸۵

۵۸۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث ابو کاھل قیس رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۸۲۵۰

۵۹۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۸۲۴۸، ۱۸۲۴۹ (صحیح مسلم میں قصواء پر خطبہ ارشاد فرمانے کا ذکر ہے)

۶۰۔ سیرت ابن ہشام، ج۳ص۳۱۴

رسول اللہ ﷺ کے سفر کی بعض دعائیں

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کہیں سفر پر جانے کے لئے اونٹ پر سوار ہوتے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَ التَّقْوٰی وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی

اَللّٰھُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَ اطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَ کَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَ سُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَ الْمَالِ

پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کر دیا، جب کہ ہم میں اس کی طاقت نہ تھی، اور بلاشبہ ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان کاموں کا سوال کرتے ہیں جن سے تو راضی ہو۔

یا اللہ! ہمارے لئے اس سفر کو آسان کر دے، اور اس کی مسافت کو ہمارے لئے لپیٹ دے۔

اے اللہ! اس سفر میں تو ہی ہمارا رفیق ہے اور ہمارے گھر میں نگہبان ہے۔

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقت سے، اور ایسے منظر سے جو غم انگیز ہو، اور اس بات سے کہ جب میں اپنے گھر والوں اور مال کے پاس واپس آؤں تو بری حالت میں آؤں۔

اور جب کسی نئی بستی یا نئے شہر میں قیام کی غرض سے داخل ہوتے تو یہ دعا فرماتے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَ خَیْرِ اَھْلِھَا وَ خَیْرِ مَا فِیْھَا وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ اَھْلِھَا وَ شَرِّ مَا فِیْھَا۔

اے اللہ! میں آپ سے اس بستی کی، اس کے رہنے والوں کی اور اس میں جو کچھ ہے اس کی بھلائی کا طلب گار ہوں، اور اس بستی، اس کے باشندوں اور اس میں جو کچھ ہے، اس کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو ان جملوں کا اضافہ فرماتے تھے:

آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ط

ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ (۶۱)

۶۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب الذکر اذا رکب دابته متوجهاً لسفر حج او غیره

امّ النبی ﷺ ہم رکابِ نبی ﷺ

تمام سیرت نگار متفق ہیں جب نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چھ برس کی ہوئی ، آپ کی والدہ سیدہ آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا نے مدینہ طیبہ میں اپنے متوفی شوہر کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ اپنے یتیم لختِ جگر اور اپنی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئیں، دو اونٹوں پر مشتمل اس قافلہ میں ایک اونٹ پر ام ایمن اور دوسرے پر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے لختِ جگر (ﷺ) کے ساتھ سوار تھیں۔ مدینہ طیبہ میں ایک ماہ گزارنے کے بعد واپسی کے سفر میں ابواء کے مقام پر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مختصر علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملیں، اور کم سن محمد (ﷺ) کو ام ایمن رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ مکہ مکرمہ واپس لائیں۔

۴۷ سال کے بعد نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں ہجرت فرما کر تشریف لائے تو بچپن کی سب باتوں کو یاد کر کے ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے، انیسہ لڑکی جو آپ کے ساتھ کھیلا کرتی تھی، بنو النجار کی باولی جس میں آپ نے خوب تیرنا سیکھ لیا تھا، اپنی والدہ کے بیٹھنے کی جگہ اور دارِ نابغہ میں اپنے والد گرامی کی قبر کی جگہ سب کچھ آپ کو یاد تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر عبداللہ بن عثمان ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر القرشی التیمی رضی اللہ عنہما۔ اہل انساب میں سے زبیری وغیرہ کا قول ہے کہ دورِ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔

آپ واقعۂ فیل کے اڑھائی سال بعد پیدا ہوئے، بعثت سے قبل آپ نبی کریم ﷺ کے دوست تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے، اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے حضرات زبیر بن العوام، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبیداللہ، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ شرف بخشا کہ آپ کے گھرانے کی چار نسلیں شرفِ صحابیت رکھتی ہیں، آپ کے والد حضرت ابوقحافہ عثمان، آپ، آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن اور آپ کے پوتے محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم۔ (۱)

اسی طرح آپ کے والد حضرت ابوقحافہ عثمان، حضرت ابوبکر، آپ کی صاحبزادی حضرت اسماء اور آپ کے نواسے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم چاروں شرفِ صحابیت رکھتے ہیں۔ (۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ کے مشہور تاجر تھے، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت چالیس ہزار درہم نقد کے مالک تھے، اپنا سارا سرمایہ اسلام کی سربلندی اور مظلوم مسلمانوں کے دفاع کے لئے خرچ کر دیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی

۱۔ اسد الغابہ، رقم: ۳۳۳۸، بحوالہ المعارف ابن قتیبہ، ص۵۹۱۰

۲۔ اسد الغابہ، رقم: ۲۹۴۷

ہیں جب آپ کا انتقال ہوا آپ کے پاس ایک درہم یا دینار نہ تھا۔ آپ نے سات ایسے غلام اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام قبول کرنے کی پاداش میں سخت عذاب دیا جاتا تھا، ان میں حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما اور حضرت زنیرہ، حضرت ہندیہ، ان کی بیٹی، جاریہ بنت عمرو اور ام عُبَیس رضی اللہ عنہن شامل تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے کسی کے مال نے بھی اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے''۔ (۳)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ واحد فرد ہیں جن کی صحابیت کا انکار کفر ہے کیونکہ آپ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے۔ (التوبہ:۴۰) واقعۂ معراج سمیت ہر معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے کی وجہ سے آپ کو صدیق کا لقب عطا ہوا۔

اعلان نبوت کے تیرھویں سال رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا، اس سفر میں آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہم رکابی کا شرف بخشا۔ غار ثور میں قیام کے دوران صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ نے وفاداری اور جان نثاری کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔

ہجرت کے بعد تمام غزوات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوۂ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل ہیں''۔

غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے لئے تیار کردہ عریش میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، غزوۂ تبوک میں لشکر کا سیاہ علم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی

۳۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث:۳۶۶۱

کھڑکی کے علاوہ مسجد میں کھلنے والی ہر کھڑکی بند کرنے کا حکم فرمایا۔ (۴)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وصال میں آپ کے حکم سے مسجد نبوی شریف میں نمازوں کی امامت کرتے رہے۔ (۵)

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد سقیفہ بنو ساعدہ میں آپ کی اولین بیعت ہوئی۔ (۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام میں پہلے خلیفہ ہیں، آپ کے والدین، آپ کی ساری اولاد اور اولاد کے بعض بچے بھی شرفِ صحابیت رکھتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پیر سات جمادی الآخر ۱۳ھ کے روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا، اس روز سردی تھی، جس سے آپ کو بخار ہو گیا، پندرہ روز بخار رہا، آپ کے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نمازیں پڑھاتے رہے۔ ۲۲ جمادی الآخر کو منگل کی شام آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

آپ کی مدت خلاف تقریباً سوا دو سال ہے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ (۷)

O

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف

۴۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث:۴۶۶، ۴۶۷، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴۔ جامع الترمذی، باب امرہ ﷺ بسد الابواب الا باب ابی بکر، رقم الحدیث:۳۶۷۸۔ مسند امام احمد، رقم الحدیث:۲۴۲۸

۵۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث:۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۳۳۸۴، ۳۳۸۵

۶۔ صحیح البخاری، رقم:۳۶۶۸

۷۔ انتخاب از طبقات ابن سعد، ج۳ص۱۲۵۔ رقم:۴۶۔ الاستیعاب، ج۳ص۹۶۳، رقم:۱۶۳۳۔ اسد الغابہ، ج۳ص۲۰۴، رقم:۳۰۶۴۔ الاصابہ، ج۴ص۴۴۴، رقم:۴۸۳۵

لائے تو آپ ﷺ مدینہ کے بالائی حصہ میں ایک قبیلہ کے ہاں اترے جسے بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ نے ان میں چودہ راتیں قیام فرمایا، پھر آپ نے بنو نجار کو بلوا بھیجا، وہ گلوں میں تلواریں حمائل کئے آئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ (وہ منظر بیان کرتے ہوئے) کہتے ہیں:

كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَ اَبُوْ بَكْرٍ رِدْفُهٗ وَ مَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰى اَلْقٰى بِفِنَاءِ اَبِیْ اَيُّوْبَ (۸)

گویا میں نبی ﷺ کو اپنی اونٹنی پر اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو آپ کے پیچھے سوار اور بنو نجار کے معززین کو آپ کے اردگرد دیکھ رہا ہوں، یہاں تک کہ آپ ابوایوب (رضی اللہ عنہ) کے صحن میں اترے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ جہاں نماز کا وقت آجائے، وہیں نماز پڑھ لیں اور آپ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے، آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنو نجار کے لوگوں کو بلوا کر فرمایا: ''اے بنو نجار! تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ بیچ دو''، انہوں نے عرض کی: ''بخدا نہیں، ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ ہی سے لیں گے'' (زمین فی سبیل اللہ دینی چاہی)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں، اس (باغ) میں مشرکوں کی چند قبریں تھیں، کھنڈر تھا اور کھجوروں کے چند درخت تھے، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا، مشرکوں کی قبریں کھود دی گئیں، کھنڈر برابر کر دیا گیا اور کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے، کھجور کے تنوں کو قبلہ کی سمت گاڑ دیا گیا، دونوں طرف (جانب) پتھروں کی

۸۔ صحیح البخاری، باب هل تنبش قبور مشركی الجاهلية و يتخذ مكانها مساجد؟ رقم الحدیث: ۴۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب ابتداء مسجد النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۱۱۷۳

دیواریں چن دی گئیں، وہ (صحابہ کرام) پتھر لاتے اور رجز پڑھتے جاتے تھے، نبی کریم ﷺ بھی ان کا ساتھ دیتے، آپ ﷺ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةْ   فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے   تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما

صحیح مسلم کی روایت میں ''فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةْ'' کے الفاظ مروی ہیں، ''تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما''۔

O

ہجرت کے سفر میں رسول اللہ ﷺ جحفہ اور ہرشی کے درمیان قحد اوات سے گزرے، حضرت اوس بن عبداللہ بن حجر الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِقَحْدَاوَاتٍ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَ هَرْشٰى وَ هُمَا عَلٰى جَمَلٍ وَاحِدٍ مُتَوَجِّهَانِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ (۹)

(ہجرت کے سفر میں) رسول اللہ ﷺ جحفہ اور ہرشی کے درمیان قحد اوات کے علاقہ میں میرے پاس سے گزرے، آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، دونوں ایک اونٹ پر سوار تھے اور مدینہ طیبہ کی طرف جا رہے تھے۔

حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے اونٹ پیش کیا اور اپنے غلام مسعود بن ہنیدہ کو ساتھ بھیجا، مسعود مدینہ طیبہ تک آپ کے ساتھ رہا، مدینہ طیبہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے اسے اونٹ سمیت واپس بھیج دیا۔(۱۰)

۹۔ اسد الغابه، ج ا، رقم: ۳۱۱، تذکرہ اوس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۱۰۔ غزوۂ احد کے موقع پر اسی مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا اوس رضی اللہ عنہ کے حکم سے مقام عرج سے پیدل روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کو قریش کے لشکر کی آمد کی اطلاع دی تھی، تفصیل کے لئے دیکھئے طبقات ابن سعد، ج ۴ ص ۲۳۲۔۲۳۳۔ اسد الغابہ، ج ا ص ۲۰۴

O

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سفر ہجرت کے بارے میں مروی ہے:

اِنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ كَانَ رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَخْتَلِفُ اِلَى الشَّامِ فَكَانَ يُعْرَفُ وَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْرَفُ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَنْ هٰذَا الْغُلَامُ بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَقَالَ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ (۱۱)

مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا (بہ سلسلۂ تجارت) شام کی طرف آنا جانا رہتا تھا، لوگ آپ کو پہچانتے تھے، نبی کریم ﷺ کو نہیں پہچانتے تھے، لوگ پوچھتے: ابو بکر! تمہارے آگے یہ جوان کون ہے؟ آپ جواب دیتے: یہ میرے راستہ کے رہنما ہیں۔

لوگ یہ سمجھتے کہ حضور ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس سفر میں راستہ دکھانے والے دلیلِ راہ (گائیڈ) ہیں جب کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس جملہ سے خیر کا راستہ مراد لیتے تھے۔

O

الاصابہ فی تمییز الصحابۃ میں حضرت ام معبد بنت خالد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے:

۱۱۔ مسند امام احمد بن حنبل، (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)، رقم: ۱۱۸۲۵۔ الطبقات الکبری، ج ۱ ص ۱۸۱ تا ۱۸۲

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَهَا هُوَ وَ اَبُوْ بَكْرٍ رِدْفَانِ مَخْرَجَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ خَرَجَ (۱۲)

نبی کریم ﷺ اس کے ہاں اترے، آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک سواری پر سوار تھے، سفر ہجرت میں آپ مدینہ طیبہ کی طرف جا رہے تھے۔

جناب ابو طالب ہم رکاب نبی ﷺ

عبداللہ بن محمد بن عقیل بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کے بچپن میں جب جناب ابو طالب نے شام کی طرف تجارت کے لئے رخت سفر باندھا، نبی کریم ﷺ نے چچا سے آ کر کہا: چچا! مجھے یہاں کس کے حوالے کر کے جا رہے ہو، میری ماں نہیں جو میری دیکھ بھال کرے گی اور ایسا کوئی اور نہیں جو مجھے اپنی حفاظت میں رکھے، راوی کہتے ہیں یہ سن کر جناب ابو طالب پر رقت طاری ہو گئی اور انہوں نے آپ کو اپنے ساتھ سواری پر سوار کر لیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ (الطبقات الکبریٰ ابن سعد، ج ۱ ص ۱۲۱)

۱۲۔ الاصابہ، کتاب النساء، تذکرہ ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا، رقم: ۱۲۲۶۳

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی رضی اللہ عنہ۔ عبد مناف میں آپ کا سلسلۂ نسب رسول اللہ ﷺ کے سلسلۂ نسب سے ملتا ہے۔ آپ کی والدہ اروی بنت کریز رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی بیضاء بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد کے بیٹے تھے، آپ کی والدہ اروی رضی اللہ عنہا دولتِ اسلام سے مشرف ہوئیں، مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئیں۔ (۱۲)

صحیح قول کے مطابق آپ کی ولادت واقعۂ فیل کے چھ سال بعد ہوئی، قدیم الاسلام صحابی ہیں، آپ کہا کرتے تھے میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح کر دیا، جن سے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، ان کے نام پر آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

سب سے پہلے اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب سے پہلا جوڑا ہے جس نے لوط علیہ السلام کے بعد راہِ خدا میں ہجرت کی ہے''۔ پھر واپس مکہ مکرمہ آئے اور مدینہ طیبہ کی طرف دوسری ہجرت کی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن اجر اور غنیمت کے حق دار قرار پائے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم

۱۲۔ طبقات ابن سعد، ج۸ص۱۸۲، رقم:۴۱۶۴۔ اسد الغابہ، ج۶ص۸، رقم: ۶۶۹۵۔ الاصابہ، ج۸ص۹، رقم:۱۰۷۹۳

رضی اللہ عنہا آپ کے حبالۂ عقد میں دے دی، جب ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میری تیسری غیر شادی شدہ بیٹی ہوتی تو میں اسے تیرے عقد میں دے دیتا''۔ ایک روایت میں یکے بعد دیگرے چالیس بیٹیاں عقد میں دینے کا ذکر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں کے آپ کے عقد میں رہنے کی وجہ سے آپ کو ذی النورین کہا جاتا ہے۔ غزوۂ بدر کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے، صلح حدیبیہ کے موقع پر ہونے والی بیعت رضوان کی محرک آپ ہی کی شخصیت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی موقع پر اپنے دست مبارک کو آپ کا ہاتھ قرار دے کر آپ کی طرف سے بیعت کی تھی۔

ان دس صحابہ کرام میں سے ایک ہیں جن کو جنت کی بشارت دی گئی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'ہر نبی کا رفیق ہے، جنت میں میرا رفیق عثمان ہے''۔ (۱۳)

بیر رومہ کی خریداری ہو یا مسجد نبوی کی توسیع کے لئے زمین کی خریداری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، جیشِ عسرت کے لئے بے مثال مالی امداد کی فراہمی اور امت مسلمہ کو ایک قراءت پر جمع کرنے کے لئے مصاحف کی تیاری اور تمام مرکزی اسلامی شہروں میں ان کی ترسیل آپ کی بے مثال کاوشیں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بالاتفاق امیر المؤمنین منتخب ہوئے، گیارہ سال گیارہ ماہ اور بائیس دن خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد نبی ﷺ کے شہر میں انچاس یا اناسی روز بلوائیوں کے شدید محاصرہ کے بعد انتہائی مظلومیت کے عالم میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

شہادت کے وقت روزے سے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھے، آپ کے خون کے قطروں سے مصحف کے اوراق رنگین ہو گئے، یہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کا واقعہ ہے۔

۱۳۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۹۸

مظلوم خلیفۃ المسلمین جو کابل سے مراکش تک لاکھوں مربع میل پر پھیلی ہوئی اسلامی مملکت کا فرمانروا تھا، رات کی تاریکی میں اس کی لاش کو چھپتے چھپاتے گنتی کے چند حضرات نے اٹھایا، نماز جنازہ ادا کی اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان بقیع الغرقد کے بازو میں حش کوکب میں دفن کر کے زمین برابر کر دی اور قبر کا نشان مٹا دیا۔ رضی اللہ عنہ (۱۴)

O

حضرت خالد الزیات روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر سے واپس تشریف لا رہے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقام روحاء میں نبی کریم ﷺ سے ملے، آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر تعزیت کی اور آپ ﷺ کو بدر میں فتح پر مبارک باد دی، راوی بیان کرتے ہیں:

فَاَخْرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَهٗ مِنْ غَرْزِ الرِّكَابِ وَ قَالَ لِعُثْمَانَ ارْكَبْ فَارْدَفَهٗ فَنشَجَ عُثْمَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسْكُنْ اَوْ اُسْكُتْ (قال یوسف انا اشک) فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ زَوَّجَکَ اُخْتَهَا (۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے رکاب سے اپنا پیر نکال کر عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا سوار ہو جاؤ، آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہچکی بندھ گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پرسکون رہو، یا فرمایا چپ ہو جاؤ (راوی یوسف کو شک ہے) اللہ تعالیٰ نے اس (رقیہ رضی اللہ عنہا) کی بہن (ام کلثوم رضی اللہ عنہا) تمہارے نکاح میں دے دی ہے۔

۱۴۔ الطبقات الکبریٰ، ج۳ص۳۹۔۶۱، رقم:۱۴۔ الاستیعاب، ج۳ص۱۰۳۷۔۱۰۵۶، رقم:۱۷۷۸۔ اسد الغابہ، ج۳ص۴۷۹۔۴۹۱، رقم:۳۵۸۳۔ الاصابہ، ج۴ص۳۷۷۔۳۷۹، رقم:۵۴۶۴

۱۵۔ معرفۃ اسامی ارداف النبی ﷺ، ج۱ص۱۸

حضرت علی رضی اللہ عنہ

ابو الحسن حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت کم سن تھے، کمسن لڑکوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

ہجرت کی شب رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سوئے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور تین دن بعد پاپیادہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے، رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے تھے، پندرہ ربیع الاول کو جب مدینہ طیبہ پہنچے چلنے کے قابل نہ تھے۔ پیر سوج چکے تھے اور ان سے خون رس رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سینہ سے لگایا، زخموں پر لعابِ دہن لگایا اور آپ کے لئے عافیت کی دعا کی۔

۲ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے آپ کا عقد فرمایا۔ غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے، اکثر غزوات میں لشکر کا علم آپ کے پاس ہوتا تھا۔ غزوۂ خیبر میں آپ کی شجاعت کی داستان بے مثال حیثیت کی حامل ہے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے درمیان مؤاخات قائم فرماتے وقت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور عرض کی: آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی بندی (مؤاخات) فرمائی اور آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ (۱۶)

رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا اور آپ کے سینہ پر ہاتھ

۱۶۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۷۲۰

مار کر آپ کے لئے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اس کی زبان کو ثبات عطا کر اور اس کے قلب کو ہدایت یاب فرما''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم کھا کر فرماتے تھے اس دعا کے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے درمیان فیصلے میں شک نہیں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفۃ المسلمین کے انتخاب کے لئے جن چھ حضرات کی نامزدگی فرمائی اس میں آپ بھی شامل تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ذی الحجہ ۳۵ھ میں مدینہ منورہ میں آپ خلیفۃ المسلمین بنے، اور ساڑھے چار سال خلیفہ رہے، رمضان ۴۰ھ میں بد بخت عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ رضی اللہ عنہ (۱۷)

O

حضرت غرفہ بن الحارث الکندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، آپ ﷺ کے پاس قربانی کے اونٹ لائے گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوالحسن کو بلاؤ'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم نیچے سے نیزہ لو اور رسول اللہ ﷺ نے نیزہ کو اوپر سے لیا، پھر اس سے قربانی کے اونٹوں کا خون بہایا۔ راوی کہتے ہیں:

فَلَمَّا فَرَغَ رَکِبَ بَغْلَتَهٗ وَ اَرْدَفَ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (۱۸)

جب آپ ﷺ قربانی سے فارغ ہو گئے، آپ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر پیچھے سوار کر لیا۔

۱۷۔ انتخاب از طبقات ابن سعد، ج ۳ ص ۱۳، رقم: ۳۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۱۰۸۹، رقم: ۱۸۵۵۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۵۸۷، رقم: ۳۷۸۳۔ الاصابہ، ج ۴ ص ۴۶۴، رقم: ۵۷۰۴

۱۸۔ سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، رقم: ۱۷۶۶۔ طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۳۰۰، رقم: ۳۷۷۹۔ الاستیعاب، ج ۳، ص ۱۲۵۵، رقم: ۲۰۶۳

O

حضرت مغیرہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِمَارٍ وَ عَلِیٌّ رَدِیْفُهٗ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیَّ، لَعَلَّکَ تُصِیْبُکَ اِحْدَاهُنَّ (۱۹)

رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے، آپ نے فرمایا: کہو اے اللہ! میری مغفرت فرما، اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، اے اللہ! میری توبہ قبول فرما، شاید کہ تمہیں ان میں سے کوئی دعا پہنچے۔

O

حضرت عمرو بن رافع المزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ بَعْدَ الظُّهْرِ یَوْمَ النَّحْرِ رَدِیْفُهٗ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ (۲۰)

میں نے یوم النحر (قربانی کے دن) ظہر کے بعد رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے ردیف تھے۔

O

امام ابن ابی حاتم اپنی سند سے سدی سے روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (مدینہ طیبہ میں) اپنا

۱۹۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ، رقم: ۸۶۲۹

۲۰۔ اسد الغابۃ، ج ۳، ص ۷۱۸، رقم: ۳۹۱۴

خلیفہ (نائب) بنایا اور ساتھ نہیں لے گئے تو منافقوں نے باتیں بنائیں اور کہا رسول اللہ کسی ناراضگی کی وجہ سے ان کو ساتھ نہیں لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ راستہ میں رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور منافقوں کی باتوں سے آپ کو باخبر کیا، نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے پاس گئے تو انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا اور میں نے اپنے بعد تمہیں خلیفہ بنایا ہے، کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسا کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے؟ ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں، انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! (میں راضی ہوں) راوی بیان کرتے ہیں:

فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَهُ عَلِيٌّ فَارْدَفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ وَ الْمُخَالِفِيْنَ

جب رسول اللہ ﷺ (غزوۂ تبوک سے) واپس تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا، نبی کریم ﷺ نے ان کو سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ منافقوں اور مخالفوں پر لعنت فرمائے۔

نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر منافقوں پر لعنت کر رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے مؤمنوں سے فرمایا: منافقوں سے بات نہ کرو نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور ان سے اس طرح اعراض کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں اعراض کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (۲۱)

۲۱۔ تفسیر امام ابن ابی حاتم، ج۶ص۱۸۶۵، تفسیر سورۃ التوبۃ: ۹۵، رقم الحدیث: ۱۰۲۰۷، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز، مکہ مکرمہ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

جنتی نوجوانوں کے سردار، دنیا میں رسول اللہ ﷺ کے پھول، ابو محمد حضرت حسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما۔ خاتون جنت، سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں، رمضان المبارک ۳ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا، اور سر کے بال منڈوا کر ان کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام حرب رکھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام تبدیل فرما کر حسن رکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں مدینہ طیبہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ وہاں سے واپس ہوئے میں بھی واپس ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں پہنچ کر تین مرتبہ پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلا رہے تھے، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اٹھے، آپ کے پاس چلتے ہوئے آئے، ان کے گلے میں ہار تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرمایا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح اشارہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو گلے سے لگایا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ وَ اَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُ

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت فرما اور اس شخص سے محبت فرما جو اس سے محبت رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سننے کے بعد کوئی شخص مجھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب نہیں۔ (۲۲)

۲۲۔ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق، رقم الحدیث: ۲۱۲۲، کتاب اللباس، باب السخاب للصبیان، رقم الحدیث: ۵۸۸۴۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۲۵۷

خلیفہ (نائب) بنایا اور ساتھ نہیں لے گئے تو منافقوں نے باتیں بنائیں اور کہا رسول اللہ کسی ناراضگی کی وجہ سے ان کو ساتھ نہیں لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ راستہ میں رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور منافقوں کی باتوں سے آپ کو باخبر کیا، نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے پاس گئے تو انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا اور میں نے اپنے بعد تمہیں خلیفہ بنایا ہے، کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسا کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے؟ ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں، انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! (میں راضی ہوں) راوی بیان کرتے ہیں:

فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَهُ عَلِيٌّ فَارْدَفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ وَ الْمُخَالِفِيْنَ

جب رسول اللہ ﷺ (غزوۂ تبوک سے) واپس تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا، نبی کریم ﷺ نے ان کو سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ منافقوں اور مخالفوں پر لعنت فرمائے۔

نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر منافقوں پر لعنت کر رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے مؤمنوں سے فرمایا: منافقوں سے بات نہ کرو نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور ان سے اس طرح اعراض کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں اعراض کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (۲۱)

۲۱۔ تفسیر امام ابن ابی حاتم، ج۶ ص۱۸۶۵، تفسیر سورۃ التوبۃ: ۹۵، رقم الحدیث: ۱۰۲۰۷، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز، مکہ مکرمہ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

جنتی نوجوانوں کے سردار، دنیا میں رسول اللہ ﷺ کے پھول، ابو محمد حضرت حسن بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما۔ خاتونِ جنت، سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں، رمضان المبارک ۳ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا، اور سر کے بال منڈوا کر ان کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام حرب رکھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام تبدیل فرما کر حسن رکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں مدینہ طیبہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ وہاں سے واپس ہوئے میں بھی واپس ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں پہنچ کر تین مرتبہ پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلا رہے تھے، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اٹھے، آپ کے پاس چلتے ہوئے آئے، ان کے گلے میں ہار تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرمایا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح اشارہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو گلے سے لگایا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ وَ اَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُ

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت فرما اور اس شخص سے محبت فرما جو اس سے محبت رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سننے کے بعد کوئی شخص مجھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب نہیں۔ (۲۲)

۲۲۔ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق، رقم الحدیث: ۲۱۲۲، کتاب اللباس، باب السخاب للصبیان، رقم الحدیث: ۵۸۸۴۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۲۵۷

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر تشریف فرما دیکھا، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے، آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے، کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرماتے اور آپ فرما رہے تھے:

اِنَّ ابۡنِیۡ هٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنۡ یُّصۡلِحَ بِهٖ بَیۡنَ فِئَتَیۡنِ عَظِیۡمَتَیۡنِ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (۲۳)

بے شک میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح فرمائے گا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ شکل وصورت میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ (۲۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تقریباً چھ ماہ تک حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین رہے، پھر ۴۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے اور امت مسلمہ کو بہت بڑی آزمائش سے بچا لیا۔

خلافت سے دست برداری کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ ۴۹ھ، ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کا زہر خورانی کے سبب انتقال ہوا۔

۲۳۔ صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی رضی الله عنهما "ابنی هذا سیدٌ الخ" رقم الحدیث: ۲۷۰۴، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم الحدیث: ۳۶۲۹، باب مناقب الحسن و الحسین رضی الله عنهما، رقم الحدیث: ۳۷۴۶، کتاب الفتن، رقم الحدیث: ۷۱۰۹۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسین، رقم الحدیث: ۳۷۷۳

۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شیبه ﷺ، رقم الحدیث: ۶۰۸۱۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی العدة، رقم الحدیث: ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسین، رقم الحدیث: ۳۷۷۶، ۳۷۷۷، ۳۷۷۸

آپ کی خواہش تھی کہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں رسول اللہ ﷺ اور شیخین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دفن کیا جائے، لیکن بنو امیہ کے کچھ لوگ آڑے آئے اور آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء کے پہلو میں بقیع الغرقد میں دفن کیا گیا۔ رضی اللہ عنہ (۲۵)

O

حضرت ایاس اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

لَقَدۡ قُدۡتُ بِنَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَ الۡحَسَنِ وَ الۡحُسَیۡنِ بَغۡلَتَهُ الشَّهۡبَاءَ حَتّٰی اَدۡخَلۡتُهُمۡ حُجۡرَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ هٰذَا قُدَّامَهٗ وَ هٰذَا خَلۡفَهٗ (۲۶)

میں نبی کریم ﷺ کے اس سفید خچر کی لگام پکڑ کر چلا ہوں جس پر نبی کریم ﷺ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے، یہاں تک کہ میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کے حجرہ میں داخل کیا، یہ (سواری پر) آپ کے آگے اور یہ پیچھے سوار تھے۔

O

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے گھر کے بچے آپ سے ملاقات کرتے، ایک

۲۵۔ الاستیعاب، ج ۱ ص ۳۸۳۔ ۳۹۲، رقم: ۵۵۵۔ اسد الغابه، ج ۱ ص ۵۵۶۔ ۵۶۳، رقم: ۱۱۶۵۔ الاصابه، ج ۲ ص ۶۰۔ ۶۶، رقم: ۱۷۲۴

۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن و الحسین رضی الله عنهما، رقم الحدیث: ۶۲۶۰۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی رکوب ثلاثة علی دابة، رقم الحدیث: ۲۷۷۵

مرتبہ آپ سفر سے واپس تشریف لائے مجھے آپ کے پاس لایا گیا:

فَحَمَلَنِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ثُمَّ جِیْءَ بِاَحَدِ ابْنَیْ فَاطِمَةَ فَاَرْدَفَهٗ خَلْفَهٗ قَالَ فَاُدْخِلْنَا الْمَدِیْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰی دَآبَّةٍ وَّاحِدَةٍ (۲۷)

آپ نے مجھے آگے بٹھا لیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے لائے گئے تو آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھا لیا، اس طرح ہم تینوں ایک جانور پر بیٹھ کر مدینہ میں داخل ہوئے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابوالدحداح (یا ابن الدحداح) رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی، پھر آپ کے پاس بغیر زین کا گھوڑا لایا گیا، ایک آدمی نے اسے تھاما، رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہوئے اور اسے تیز تیز چلایا اور ہم آپ کے پیچھے دوڑنے لگے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۲۰۳۲۳، ۲۰۳۸۸)

۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۲۶۸، ۶۲۶۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی رکوب ثلاثة علی دابة، رقم الحدیث: ۲۵۶۶

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما

جنتی جوانوں کے سردار ابوعبداللہ حضرت حسین بن علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما۔ رسول اللہ ﷺ کے نواسے، خاتون جنت سیدۃ نساء اھل الجنۃ رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نورِ نظر، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ایک سال چھوٹے تھے۔ ۵ر شعبان ۴ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے آپ کے کان میں اذان کہی، اور ان کو دنیا کے دو پھولوں میں سے اپنا ایک پھول قرار دیا۔ (۲۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام حرب رکھا جسے تبدیل فرما کر رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام حسین رکھا، اور آپ کا عقیقہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا (۲۹)

حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جس نے حسین سے محبت رکھی اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! حسین (رضی اللہ عنہ) شکل وصورت میں رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ (۳۰)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پیدل پچیس حج کئے، بکثرت روزے رکھنے والے،

۲۸۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۳۷۵۳، کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیله و معانقته، رقم الحدیث: ۵۹۹۴۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسین، رقم الحدیث: ۳۷۷۰

۲۹۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسین، رقم الحدیث: ۳۷۷۵

۳۰۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۳۷۴۸

نماز پڑھنے والے، صدقہ کرنے والے اور نیک اعمال کرنے والے تھے۔

اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ منتقل ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دست برداری کے بعد ۴۱ھ میں مدینہ منورہ منتقل ہو گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۶۰ھ میں یزید نے عنان حکومت سنبھالی، اہلِ کوفہ نے ڈھیروں خطوط لکھ کر آپ کو کوفہ آنے کی دعوت دی۔ جمعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں اپنے اہل بیت کے انیس افراد کے ساتھ مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

بوقتِ شہادت آپ کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی، حضرت سفیان بن عیینہ حضرت جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ بوقت شہادت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اٹھاون سال کے تھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر بھی بوقت شہادت اٹھاون سال تھی، آپ کے صاحبزادے علی زین العابدین رضی اللہ عنہ اور محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم بھی اپنی اپنی وفات کے وقت اٹھاون سال کے تھے۔ (۳۱)

○

حضرت ایاس اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتّٰى اَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا قُدَّامَهُ وَ هٰذَا خَلْفَهُ (۳۲)

میں نبی کریم ﷺ کے اس سفید خچر کی لگام پکڑ کر چلا ہوں جس پر نبی کریم ﷺ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے، یہاں تک کہ

۳۱۔ الاستیعاب، ج ۱ ص ۳۹۲۔۳۹۹، رقم: ۵۵۶۔ اسد الغابہ، ج ۱ ص ۵۶۶۔۵۷۱، رقم: ۱۱۷۳۔ الاصابہ، ج ۲ ص ۶۷۔۷۲، رقم الحدیث: ۱۷۲۹

۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن و الحسين رضی الله عنهما، رقم الحدیث: ۶۲۶۰۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی رکوب ثلاثة علی دابة، رقم الحدیث: ۲۷۷۵

میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کے حجرہ میں داخل کیا، یہ (سواری پر) آپ کے آگے اور یہ پیچھے سوار تھے۔

○

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے گھر کے بچے آپ سے ملاقات کرتے، ایک مرتبہ آپ سفر سے واپس تشریف لائے مجھے آپ کے پاس لایا گیا:

فَحَمَلَنِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِیْءَ بِاَحَدِ ابْنَیْ فَاطِمَةَ فَاَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ فَاُدْخِلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰى دَابَّةٍ وَّاحِدَةٍ (۳۳)

آپ نے مجھے آگے بٹھا لیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے لائے گئے تو آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھا لیا، اس طرح ہم تینوں ایک جانور پر بیٹھ کر مدینہ میں داخل ہوئے۔

○

حضرت زبرقان بن اسلم رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

يَا بُنَیَّ فَاِنِّیْ وَ اللّٰهِ لَقَدْ نَظَرْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلاً مِنْ نَّاحِيَةِ قُبَاءَ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ وَ اِنَّکَ يَوْمَئِذٍ قُدَّامَهُ (۳۴)

بیٹے! بخدا میں نے سرخ رنگ کی اونٹنی پر رسول اللہ ﷺ کو قباء کی طرف سے تشریف لاتے دیکھا اور آپ اس دن رسول اللہ ﷺ کے آگے سوار تھے۔

۳۳۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن جعفر رضی الله عنهما، رقم الحدیث: ۶۲۶۸، ۶۲۶۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی رکوب ثلاثة علی دابة، رقم الحدیث: ۲۵۶۶

۳۴۔ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۹۹، رقم: ۱۷۲۷

حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما

حضرت علی بن ابی العاص، لقیط بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبد مناف القرشی العبشمی رضی اللہ عنہما، رسول اللہ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں، بنو غاضرہ میں دودھ پیا، رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما کر ان کو اپنے ہاں رکھ لیا: ''اگر کوئی کافر کسی چیز میں مسلمان کا شریک ہو تو مسلمان اس چیز کا کافر سے زیادہ حق دار ہے''، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے داماد ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

زبیر بن بکار اور ابن مندہ کی تصریح کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما نے قریب البلوغ ہو کر وفات پائی۔

ابن عساکر نے بعض علماء انساب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علی بن ابی العاص جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

O

عمر بن ابی بکر الموصلی روایت کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَرْدَفَهُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَوْمَ الْفَتْحِ (۳۵)

نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن اس (علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما) کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا تھا۔

O

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں ہے:

۳۵۔ الاصابہ، ج ۴، ص ۳۶۹، رقم: ۵۷۰۶

وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ اَرْدَفَهُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَوْمَ الْفَتْحِ فَدَخَلَ مَكَّةَ وَ هُوَ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ (۳۶)

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنی سواری پر علی بن ابی العاص کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا، رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور علی بن ابی العاص آپ کے ردیف تھے۔

O

اسد الغابہ میں ہے:

وَ لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ اَرْدَفَ عَلِيًّا خَلْفَهُ (۳۷)

فتح مکہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے، آپ نے سواری پر علی ابن ابی العاص کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔

> حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار ہوتے تھے، سواری پر اپنے پیچھے کسی کو بٹھا لیتے تھے اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔
>
> (الطبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۷۹)

۳۶۔ الاستیعاب، ج ۳، ص ۱۱۳۴، رقم: ۱۸۵۷

۳۷۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۶۲۱، رقم: ۳۷۸۵، ۲۹۵۶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت ابوالعباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں بنو ہاشم کی محصوری کے دوران پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے آپ نے اپنے لعاب مبارک سے گھٹی دی۔ دو بار جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے متعدد بار آپ کے لئے علم وحکمت، تاویل قرآن اور تفقہ فی الدین کی دعا فرمائی۔

کثرتِ علم کی وجہ سے، حبر، حبر الامت اور ترجمان القرآن کہلاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت تیرہ سال کے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو کبار بدری صحابہ کے ساتھ اپنی مجلس میں شریک کرتے تھے۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں فتویٰ دیتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بصرہ کے گورنر رہے، اپنے وقت میں تفسیر قرآن، فقہ، انساب، مغازی اور شعر کے سب سے بڑے عالم تھے۔

آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، طائف میں سکونت اختیار فرمائی اور طائف ہی میں ۶۸ ھ میں اکہتر (۷۱) سال کی عمر میں وفات پائی، حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور کہا: آج اس امت کا ربانی فوت ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں، اور آپ سے حضرت عبداللہ بن عمر، انس بن مالک، ابوامامہ سہل رضی اللہ عنہم جیسے عظیم القدر صحابہ اور

کثیر تعداد میں تابعین نے احادیث روایت کی ہیں۔ (۳۸)

○

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ يَا غُلَامُ إِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ

میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں احکام الٰہیہ کے پاسداری کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو تم اللہ تعالیٰ کو (ہر مصیبت میں) اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو اللہ سے سوال کرو، اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ سے ہی مدد طلب کرو، قلم اٹھا لئے گئے اور کتابیں خشک ہو گئی ہیں، (کاتب تقدیر تمہارا مقدر لکھ کر فارغ ہو چکا ہے) اگر ساری مخلوق تمہیں ایسی چیز سے فائدہ پہنچانا چاہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نہیں لکھی تو وہ ایسا نہیں کر سکے گی اور اگر وہ تم کو ایسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہیں جسے اللہ نے تمہارے لئے نہیں لکھا ہے تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ (۳۹)

مسند احمد ہی کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

''میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: لڑکے! کیا تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن سے اللہ

۳۸۔ طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۲۷۸، ۲۸۴، ذکر من جمع القرآن علی عهد رسول الله ﷺ۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۹۳۳۔۹۳۹، رقم: ۱۵۸۸۔ اسد الغابه، ج ۳ ص ۱۸۵۔۱۸۹، رقم: ۳۰۳۵۔ الاصابه، ج ۴ ص ۱۲۱۔۱۳۱، رقم: ۴۷۹۹

۳۹۔ جامع ترمذی، رقم: ۲۵۲۴۔ مستدرک، ج ۳ ص ۶۲۳۔ مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۲۶۶۴، ۲۷۵۸

تعالیٰ تجھے نفع دے، میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: تم احکامِ الٰہیہ کی پاسداری کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم آسانی میں اسے یاد رکھو وہ سختی میں تمہیں یاد فرمائے گا، جب سوال کروتو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو، جب مدد طلب کروتو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو، قلم ہونے والے تمام امور لکھ کر خشک ہو چکے، اگر تمام مخلوق مل کر ایسی چیز سے نفع پہنچانا چاہے جو اللہ نے تمہارے لئے نہیں لکھی تو وہ ایسا نہیں کر سکے گی اور اگر وہ تمہیں ایسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہیں جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نہیں لکھا تو وہ ایسا نہیں کر سکتے، جان لو! ناپسندیدہ چیزوں پر صبر میں بڑی خیر ہے، کامیابی صبر کے ساتھ ہے، ہر کرب کے ساتھ کشادگی اور ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ (۴۰)

O

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلْفَہٗ وَ قُثَمَ اَمَامَہٗ (۴۱)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے اور قثم کو اپنے آگے سوار بٹھا لیا۔

O

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

۴۰۔ مسند امام احمد بن حنبل، (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)، رقم الحدیث: ۲۸۰۰

۴۱۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۱ص۴۸۹، رقم الحدیث: ۲۷۰۱

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَہٗ عَلٰی دَآبَّتِہٖ فَلَمَّا اسْتَوٰی عَلَیْھَا کَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَ حَمِدَ اللّٰہُ ثَلَاثًا وَّ سَبَّحَ اللّٰہُ ثَلَاثًا وَّ ھَلَّلَ اللّٰہَ وَاحِدَۃً

رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری کے جانور پر اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا، جب آپ سواری پر ہموار ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے تین بار اللہ اکبر، تین بار الحمدللہ، تین بار سبحان اللہ اور ایک بار لا الہ الا اللہ کہا۔

پھر آپ ہنس دیئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جو شخص بھی اپنے جانور پر سوار ہو کر اسی طرح کہتا ہے جس طرح میں نے کہا اللہ تعالیٰ اس کی طرف ہنستے ہوئے متوجہ ہوتا ہے جس طرح میں تمہاری طرف ہنستے ہوئے متوجہ ہوا ہوں۔ (۴۲)

O

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَمَلَہٗ وَ حَمَلَ اَخَاہُ ھٰذَا قُدَّامَہٗ وَ ھٰذَا خَلْفَہٗ (۴۳)

نبی کریم ﷺ نے اسے اور اس کے بھائی کو سواری پر اٹھایا، یہ آپ ﷺ کے آگے اور یہ آپ کے پیچھے سوار تھا۔

O

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو سفید اور سیاہ ملے جلے رنگ کا (شہباء) خچر ہدیہ کیا گیا، اسلام میں اس رنگ کا یہ پہلا خچر تھا، رسول اللہ

۴۲۔ مسند امام احمد، ج۱ص۵۴۳، رقم الحدیث: ۳۰۴۹

۴۳۔ مسند امام احمد، ج۱ص۵۶۸، رقم الحدیث: ۳۲۰۷

ﷺ نے مجھے اپنی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، میں آپ کے پاس اون لایا، پھر میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے رسی اور لگام بٹی، پھر آپ گھر گئے ایک دھاری دار چوغہ لائے، اسے دُہرا کیا پھر اسے چوکور کر کے خچر کی پیٹھ پر ڈال دیا، پھر اللہ کا نام لے کر اس پر سوار ہوئے:

ثُمَّ اَرْدَفَنِیْ خَلْفَهُ (۴۴)

اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک رات اہل مدینہ آواز سن کر گھبرا گئے، لوگ تحقیق کے لئے آواز کی سمت نکلے، نبی کریم ﷺ انہیں آواز کی سمت سے واپس آتے ہوئے ملے، آپ فرما رہے تھے مت گھبراؤ، مت گھبراؤ، ہم نے وہاں کچھ نہیں پایا، آپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مندوب نامی گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے، گلے میں تلوار حمائل کی ہوئی تھی، پھر آپ نے اس سست رفتار گھوڑے کے متعلق فرمایا: ہم نے اسے دریا کی طرح پایا ہے، اس کے بعد کوئی گھوڑا اس سے سبقت نہ لے جا سکا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶۲۷، ۲۸۵۷، ۶۰۳۳)

۴۴۔ الطبقات الکبری، ج۱ ص۳۸۱

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

ابو محمد/ ابو عبداللہ فضل بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، ابوالفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں، ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا آپ کی خالہ ہیں، آپ کا شمار حسین ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔

فتح مکہ اور غزوۂ حنین میں شرکت کی، ان صحابہ میں شامل ہیں جو غزوۂ حنین میں ثابت قدم رہے، حجۃ الوداع میں شرکت کی۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت مَحمیہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی بیٹی حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی زوجیت میں دے دیں اور آپ نے خُمس کے مال سے ان کا مہر ادا کروایا۔(۴۵)

رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں شریک تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو غسل دے رہے تھے اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر پانی ڈالتے تھے۔ صرف ایک بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا یادگار چھوڑی۔

جنگ اجنادین ۱۳ھ یا طاعون عمواس ۱۸ھ میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

آپ سے آپ کے بھائی حضرت عبداللہ، قثم، چچا زاد بھائی ربیعہ بن الحارث، بھتیجے عباس بن عبداللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔

O

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: (حجۃ الوداع میں) میدانِ عرفات سے مزدلفہ تک اسامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے:

۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ترک استعمال ال النبی ﷺ علی الصدقة، رقم الحدیث: ۲۴۸۱

ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنًى، قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ: لَمْ يَزِلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّىْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ (۴۶)

پھر مزدلفہ سے منیٰ تک آپ نے فضل (بن عباس) کو اپنی سواری پر پیچھے سوار کرلیا، دونوں (اسامہ اور فضل رضی اللہ عنہما) نے بتایا کہ جمرۂ عقبہ کی رمی (کنکریاں مارنے) تک نبی کریم ﷺ برابر تلبیہ کہتے رہے۔

O

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: فضل (بن عباس رضی اللہ عنہما) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی، فضل اس عورت کی طرف اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھنے لگی اور نبی کریم ﷺ فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیرتے تھے، اس عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کا اس کے بندوں پر فریضۂ حج ایسے وقت میں آیا کہ میرا باپ بوڑھا ہو چکا ہے وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا، کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (۴۷)

صحیح البخاری کتاب الاستیذان میں یہ حدیث زیادہ تفصیل سے موجود ہے۔ (۴۸)

۴۶۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، رقم الحدیث: ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع فى رمى جمرة العقبة يوم النحر، رقم الحدیث: ۳۰۸۸، ۳۰۸۹۔ مسند امام احمد بن حنبل، رقم: ۱۸۰۱، ۱۸۰۵، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹

۴۷۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، رقم الحدیث: ۱۵۱۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ۴۳۹۹۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة و هرم و نحوهما، رقم الحدیث: ۳۲۳۴

۴۸۔ رقم الحدیث: ۶۲۲۸

O

حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے:

وَ هُوَ يَوْمَئِذٍ مُرْدِفُ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى حَمَلٍ اٰدَمَ فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْعِلْمِ قَبْلَ اَنْ يُّقْبَضَ الْعِلْمُ وَ قَبْلَ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ (۴۹)

آپ گندمی رنگ کے اونٹ پر سوار تھے اور فضل بن عباس (رضی اللہ عنہما) آپ کے پیچھے سواری پر تھے، آپ نے فرمایا: لوگو! علم کے قبض کیے جانے اور اٹھائے جانے سے پہلے علم حاصل کرلو۔

حالانکہ اس سے پہلے یہ آیت کریمہ نازل ہو چکی تھی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (۵۰)

اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ اگر تمہارے لئے ظاہر کردی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر تم ایسے وقت میں پوچھو گے جب قرآن نازل کیا جا رہا ہو تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی، اللہ نے ان سے درگزر فرمائی اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے۔

ہمارے ذہنوں میں کئی سوالات ہوتے تھے، مگر ہم اس آیت کے نزول کے بعد سوال کرنے سے گھبراتے تھے، ہم نے ایک بدوی کو چادر دی اور اسے کہا نبی ﷺ سے علم کے اٹھائے جانے کے بارے میں سوال کرو، اس نے سوال کیا اللہ کے نبی! ہمارے

۴۹۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۶ ص ۳۵۶، رقم الحدیث: ۲۱۷۸۷

۵۰۔ المائدہ: ۱۰۱

درمیان سے علم کیسے اٹھ جائے گا حالانکہ ہمارے پاس مصاحف موجود ہیں ہم نے خود علم حاصل کیا ہے اور اپنی عورتوں، بچوں اور خادموں کو تعلیم دی ہے؟ حضرت ابو امامہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ناراضگی سے سر اٹھا کر فرمایا: تجھے تیری ماں روئے، یہود و نصاریٰ کے پاس مصاحف ہیں، انہیں اپنے انبیاء کرام کے پیغام سے کوئی تعلق نہیں، پھر تین بار فرمایا: علم علماء کے اٹھ جانے سے اٹھ جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ مریض کی عیادت کرتے، جنازہ میں شریک ہوتے، دراز گوش پر سواری کرتے اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے، میں نے غزوۂ خیبر کے روز آپ کو ایسے دراز گوش پر سوار دیکھا، جس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ، ج۱ص۳۷۹)

حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت قثم بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، نواسۂ رسول حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور قثم رضی اللہ عنہ دودھ شریک بھائی ہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مکہ مکرمہ کے گورنر رہے، حضرت قثم رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تدفین کے موقع پر سب سے آخر میں آپ ہی رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر سے نکلے تھے۔ (۵۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکمرانی میں حضرت قثم رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام کے ساتھ خراسان کی طرف گئے، اور سمرقند میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قثم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور راستہ سے ہٹ کر دو رکعتیں پڑھیں، ان میں خاصی دیر تک بیٹھے رہے پھر اپنی سواری کی طرف آئے اور یہ آیت کریمہ تلاوت کر رہے تھے:

وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ط وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (۵۲)

اور مدد چاہو صبر اور نماز (کے ذریعے) سے اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر جو دل سے جھکنے والے ہیں۔ (۵۳)

۵۱۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۱ص۱۶۲، رقم الحدیث: ۷۸۹

۵۲۔ البقرہ: ۴۵

۵۳۔ الطبقات الکبریٰ، ج۷ص۲۶۰، رقم: ۳۶۲۰۔ الاستیعاب، ج۳ص۱۳۰۴، رقم: ۲۱۶۶۔ اسد الغابہ، ج۴ص۸۵۔۸۷، رقم: ۴۲۷۳۔ الاصابہ، ج۵ص۳۲۰، ۳۲۱، رقم: ۷۰۹۶

O

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ قَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَ الْفَضْلَ خَلْفَہٗ اَوْ قُثَمَ خَلْفَہٗ وَ الْفَضْلَ بَیْنَ یَدَیْہِ (۵۴)

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے سواری پر قثم کو اپنے آگے اور فضل کو پیچھے یا قثم کو اپنے پیچھے اور فضل کو اپنے آگے بٹھایا ہوا تھا۔

O

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں تم مجھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے قثم اور عبیداللہ کو دیکھتے، ہم ابھی بچے تھے کھیل رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ سواری کے جانور پر ہمارے پاس سے گزرے:

فَقَالَ ارْفَعُوْا ھٰذَا اِلَیَّ قَالَ فَحَمَلَنِیْ اَمَامَہٗ وَ قَالَ لِقُثَمَ ارْفَعُوْا ھٰذَا اِلَیَّ فَجَعَلَہٗ وَرَاءَہٗ

آپ نے فرمایا: اسے میری طرف اٹھاؤ، عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں تو آپ نے مجھے سواری پر اپنے آگے بٹھایا اور قثم کے لئے فرمایا: اسے میری طرف اٹھاؤ تو اس کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

حالانکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عبیداللہ رضی اللہ عنہ قثم رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب تھے مگر آپ نے عبیداللہ کو چھوڑ دیا اور قثم کو سوار کرلیا۔ (۵۵)

۵۴۔ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما حمل صاحب الدابۃ غیرہ الخ، رقم الحدیث: ۵۹۶۶

۵۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۳۳۸، رقم الحدیث: ۱۷۶۳۔ اسد الغابہ، ج ۴ ص ۸۵، ۸۶، رقم: ۴۲۷۳

حضرت عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

ابومحمد حضرت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک سال چھوٹے تھے، بہت سخی اور دریادل تھے، اہل مدینہ کہتے تھے جسے حسن و جمال، فقہ اور سخاوت مطلوب ہو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر آئے، فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حسن و جمال میں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فقہ میں، اور عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سخاوت میں یکتا ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت بارہ سال کے تھے۔

حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ ہر روز ایک جوان اونٹ ذبح کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے منع کیا تو روزانہ دو اونٹ ذبح کرنے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یمن کے گورنر رہے، ۳۶ھ اور ۳۷ھ میں امیرالحج بنائے گئے۔ ۵۸ھ میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

آپ سے مشہور تابعین سلیمان بن یسار، محمد بن سیرین اور عطاء بن ابی رباح نے احادیث روایت کی ہیں۔ (۵۶)

O

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَمَلَہٗ وَ حَمَلَ اَخَاہُ ھٰذَا قُدَّامَہٗ وَ ھٰذَا خَلْفَہٗ (۵۷)

نبی کریم ﷺ نے اسے اور اس کے بھائی کو سواری پر اٹھایا، یہ آپ ﷺ کے آگے اور یہ آپ کے پیچھے سوار تھا۔

۵۶۔ الاستیعاب، ج ۲ ص ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، رقم: ۱۷۱۵۔ الاصابہ، ج ۴ ص ۳۳۰، ۳۳۲، رقم: ۵۳۱۹۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۴۱۹، رقم: ۳۴۶۴

۵۷۔ مسند امام احمد، ج ۱ ص ۵۶۸، رقم الحدیث: ۳۲۰۷

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما۔ مشہور قول کے مطابق آپ کی کنیت ابوجعفر تھی۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آپ کی والدہ ہیں، آپ کے والدین نے قریش مکہ کے ظلم وستم کی وجہ سے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور ذوالہجرتین (دو مرتبہ ہجرت کرنے والے) قرار پائے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی ولادت حبشہ میں ہوئی، آپ حبشہ میں مسلمانوں کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے مولود ہیں۔

نہایت سخی اور کریم تھے، اپنی سخاوت اور دریا دلی کی وجہ سے بحرالجود (سخاوت کا سمندر) کہلاتے تھے۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اہل اسلام میں ان سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں گزرا۔ تاریخ اسلام میں آپ کی سخاوت اور جود وعطا کے بے شمار واقعات منقول ہیں۔ امام ابن حبان کے بقول آپ کو سخاوت کا قطب کہا جاتا تھا۔

سات سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت دس سال کے تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب جنگ موتہ میں میرے والد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی، رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے، میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور تین مرتبہ میرے لئے برکت کی دعا فرمائی اور مجھے شکل وصورت اور اخلاق میں اپنے مشابہ قرار دیا۔ (۵۸)

ایک مرتبہ میں بچوں کے ساتھ بازار میں سامان بیچ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا دی: ''اے اللہ! اس کی تجارت میں برکت عطا فرما''۔

۵۸۔ مسند امام احمد، ج۱ص۲۳۶، رقم الحدیث: ۱۷۵۳

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما ۸۰ ہجری میں نوے سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوئے، عبدالملک بن مروان کے گورنر حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما آپ کی تجہیز وتکفین میں شریک ہوئے، آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع تک آپ کی میت کو کندھا دیا۔ رضی اللہ عنہما۔ (۵۹)

O

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ خَلْفَہٗ فَاَسَرَّ اِلَیَّ حَدِیْثًا لَا اُحَدِّثُ بِہٖ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ (۶۰)

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور مجھے چپکے سے ایک بات بتائی جو میں کسی شخص کو نہیں بتاؤں گا۔

O

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّیَ بِنَا فَتُلُقِّیَ بِیْ وَ بِالْحَسَنِ اَوْ بِالْحُسَیْنِ قَالَ فَحَمَلَ اَحَدًا بَیْنَ یَدَیْہِ وَ الْاٰخَرَ خَلْفَہٗ حَتّٰی دَخَلْنَا الْمَدِیْنَۃَ (۶۱)

نبی کریم ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو ہم سے ملاقات کرتے،

۵۹۔ الاستیعاب، ج۳ص۸۸۰۔۸۸۲، رقم: ۱۴۸۸۔ اسد الغابہ، ج۳ص۹۳۔۹۵، رقم: ۲۸۶۲۔ الاصابہ، ج۴ص۳۵۔۳۹، رقم: ۴۶۰۹

۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۲۷۰

۶۱۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۲۶۹

ایک مرتبہ مجھ سے اور حضرت حسن یا حضرت حسین سے ملے، آپ نے ہم میں سے ایک کو سواری پر آگے بٹھایا اور ایک کو پیچھے، یہاں تک کہ ہم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔

O

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا:

اَتَذْكُرُ اِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَ اَنْتَ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَ تَرَكَكَ (۶۲)

آپ کو یاد ہے جب میں، آپ اور ابن عباس نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی تھی، انہوں نے کہا ہاں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سواری پر سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ (سوار نہیں کیا تھا)

O

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَتَهٗ وَ اَرْدَفَنِيْ خَلْفَهٗ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَبَرَّزَ كَانَ اَحَبَّ مَا تَبَرَّزَ فِيْهِ هَدَفٌ لِيَسْتَتِرَ بِهٖ اَوْ حَائِشُ نَخْلٍ

رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا، رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے وقت ایسی جگہ کو پسند فرماتے تھے جس سے آپ مستور ہو جائیں یا کھجوروں کے جھنڈ کا کنارہ۔

۶۲۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۲۶۶

رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے، وہاں ان کا پانی لانے والا اونٹ تھا، اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے، رسول اللہ ﷺ سواری سے اترے اس کی کنپٹیوں اور گدی پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا، آپ نے دریافت فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے آکر کہا اس کا مالک میں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے، اس اونٹ نے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے مشقت کا کام لیتے ہو۔

پھر رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے باغ میں تشریف لے گئے، آپ وضو کر کے واپس تشریف لائے، پانی آپ کی داڑھی سے آپ کے سینہ پر ٹپک رہا تھا، پھر آپ نے مجھے ایک چیز بتائی جو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا، لوگوں نے ان سے تقاضا کیا کہ انہیں وہ بات بتا دیں تو انہوں نے کہا: میں مرتے دم تک رسول اللہ ﷺ کا راز افشا نہیں کروں گا۔ (۶۳)

اسماعیل بن ابی خالد حضرت بہی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بنو قریظہ کے محاصرے کے لئے گئے، آپ دراز گوش کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور لوگ پیدل چل رہے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، ج ۲ ص ۵۸)

۶۳۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب ما یؤمر به من القیام علی الدواب و البهائم، رقم الحدیث: ۲۵۴۹۔ مسند امام احمد، ج ۱ ص ۳۳۶، رقم الحدیث: ۱۷۵۷

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ابوعبدالرحمٰن حضرت معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبدمناف رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے بعثت کے وقت پانچ یا سات سال کے تھے۔ بقول ان کے وہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور فتح مکہ تک اپنا اسلام مخفی رکھا۔ فتح مکہ کے دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والدین اور بھائی بھی اسلام کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔

فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین اور طائف میں شریک ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے حنین کے مالِ غنیمت میں سے آپ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی۔

فتح مکہ کے بعد مدینہ طیبہ آگئے، رسول اللہ ﷺ کے کاتب رہے، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد رومیوں سے جہاد کے لئے شام کی طرف جانے والے لشکر میں اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ساتھ شریک ہوئے، آپ کی زیرِ قیادت لشکر اسلام نے ۱۹ھ میں قیساریہ کو فتح کیا۔ اسی سال ذی الحجہ میں آپ کے بھائی یزید رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید رضی اللہ عنہ کی جگہ شام کا گورنر بنا دیا اور ہزار دینار ماہوار وظیفہ مقرر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے چار سال، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے تقریباً چار سال آپ شام کے گورنر رہے۔ ۴۱ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سے دست بردار ہونے کے بعد خلیفۃ المسلمین بنے اور پورے بیس سال خلیفۃ المسلمین رہنے کے بعد جمعرات پندرہ یا بائیس رجب ۶۰ھ کو اٹھہتر یا اکیاسی سال کی عمر پا کر اپنے دارالخلافہ دمشق میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

مرض موت میں یہ وصیت فرمائی: میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے پیچھے گیا، آپ نے مجھے اپنے دو کپڑوں میں سے ایک قمیص مرحمت فرمائی جسے آپ نے زیب تن فرمایا ہوا تھا، میں نے وہ قمیص آج کے دن کے لئے چھپا رکھی تھی، جب میں مر جاؤں تو کفن دینے سے پہلے مجھے وہ قمیص پہنا دینا تاکہ میرا جسم اس سے ڈھک جائے، پھر رسول اللہ ﷺ کے مبارک بال اور ناخن لے کر میرے منہ، آنکھوں اور سجدہ کے اعضاء پر رکھ دینا، اگر کوئی چیز میرے لئے نافع ہوگی تو یہی چیز ہے، پھر مجھے ارحم الراحمین رب کے حوالے کر دینا۔

صحابہ کرام کی ایک جماعت نے جن میں حضرت ابن عباس، حضرت ابوسعید الخدری، حضرت ابوالدرداء، حضرت جریر، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم شامل ہیں آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ رضی اللہ عنہ (۶۴)

O

حضرت وحشی اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ مَا يَلِيْنِىْ مِنْكَ قَالَ بَطْنِىْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَمْلَاهُ عِلْمًا

رسول اللہ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا اور پوچھا تمہارے جسم کا کونسا حصہ مجھے چھو رہا ہے، انہوں نے عرض کیا: میرا پیٹ، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے علم سے

۶۴۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۷ ص ۲۸۵، رقم: ۳۷۱۸۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۱۴۱۶۔۱۴۲۲، رقم: ۲۴۳۵۔ اسد الغابہ، ج ۴ ص ۴۱۶۔۴۱۹، رقم: ۴۹۷۷۔ الاصابہ، ج ۶ ص ۱۲۰۔۱۲۲، رقم: ۸۰۸۷

بھر دے۔

دوسری روایت میں حلم اور علم کے الفاظ مروی ہے۔(تاریخ ابن عساکر، رقم الحدیث: ۱۳۴۶۶)

O

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَدِيْفًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَلِيْنِيْ مِنْكَ قَالَ بَطْنِيْ قَالَ مَلَا اللّٰهُ بَطْنَكَ حِلْمًا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سواری پر نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے، آپ نے فرمایا: تمہارے جسم کا کونسا عضو مجھے مَس ہو رہا ہے، انہوں نے عرض کیا: میرا پیٹ، رسول اللہ ﷺ نے دعا دی اللہ تعالیٰ تیرے پیٹ کو حلم (تحمل و بردباری) سے بھر دے۔

O

حضرت یردی بن مالک تابعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک روز مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کسی انصاری کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے جمع تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ایک جانب خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے، جب یہ حضرات ایک رائے پر متفق ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! آپ بھی کچھ کہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی متفقہ رائے کے خلاف بات کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی مخالفانہ گفتگو سے سخت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم بھی ہمارے ہم رائے ہو جاؤ، تمہیں نہیں معلوم کہ ہم میں سے ہر ایک کو

رسول اللہ ﷺ نے ایک، دو یا تین تین فضائل سے نوازا ہے، تمہیں کیا فضیلت حاصل ہے کہ تم ہمارے مشورہ کے خلاف گفتگو کر رہے ہو اور ہماری رائے کے برعکس کہہ رہے ہو؟

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوحفص! آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں، آپ ناراض نہ ہوں، اگر آپ میں سے ہر ایک کو نبی کریم ﷺ نے دو یا تین فضائل سے نوازا ہے تو مجھے بیس فضائل سے نوازا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیان کرو، انہوں نے کہا جی ہاں، رسول اللہ ﷺ کے دیگر اصحاب بھی وہاں جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ تعالیٰ تمہیں یہ فضائل مبارک فرمائے اپنے فضائل بیان کریں، اگر آپ کی بات سچی ہوئی تو ہم آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی بات اور مشورہ مان لیں گے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

اَمَّا الْاَوَّلُ فَكُنْتُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَا يَلِيْنِيْ مِنْكَ فَقُلْتُ صَدْرِيْ وَ بَطْنِيْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَمْلَاْهُ عِلْمًا وَّ حِلْمًا

پہلی فضیلت یہ ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کا ردیف تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے جسم کا کونسا حصہ مجھ سے لگا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: میرا سینہ اور میرا پیٹ، آپ نے فرمایا: اے اللہ! اسے علم اور حلم سے بھر دے۔(۶۵)

یہ طویل روایت ہے اس کے آخر میں ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ تسلیم کر لیا، اس کے بعد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اہم معاملات میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیتے تھے۔

۶۵۔ معرفۃ اسامی ارداف النبی ﷺ، ج۱ص۳۴۔۳۷

O

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَرْدَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُعَاوِیَةَ فَقَالَ لَهُ یَا مُعَاوِیَةُ مَا یَلِینِیْ مِنْکَ قَالَ وَجْهِیْ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَاهُ اللّٰهُ النَّار (۶۶)

نبی کریم ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو سواری پر اپنا ردیف بنالیا پھر ارشاد فرمایا: اے معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم سے متصل ہے، انہوں نے عرض کی: میرا چہرہ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے نارِ جہنم سے بچائے۔

پھر ارشاد فرمایا: معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ مجھ سے متصل ہے؟ انہوں نے کہا: میرا سینہ، حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے علم، ایمان اور نور سے معمور فرمادے، پھر آپ نے دریافت فرمایا: معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم سے متصل ہے؟ عرض کی: میرا پیٹ، آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے ان چیزوں سے تحفظ عطا فرمائے جن چیزوں سے اس نے اپنے دوستوں کو تحفظ عطا فرمایا ہے، پھر ارشاد فرمایا: اے معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ مجھے مَس کر رہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میرا پورا جسم، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے، تجھے حساب سے بچائے، تجھے الکتاب کی تعلیم دے، تجھے ہادی و مہدی بنائے، تجھے ہدایت یاب فرمائے اور تیرے سبب سے ہدایت دے۔

۶۶۔ تاریخ ابن عساکر، ج۳۱ص ۶۱، ۶۲، رقم الحدیث: ۱۳۴۶۷

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی القرشی الاسدی رضی اللہ عنہما، اھ میں قباء میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد مہاجر مسلمانوں میں سب سے پہلے آپ کی ولادت ہوئی، آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں، رسول اللہ ﷺ نے آپ کے نانا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر آپ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر رکھی۔ کھجور چبا کر گھٹی دی اور برکت کی دعا دی، پیدائش کے بعد آپ کے منہ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا لعابِ دہن اور آپ کی چبائی ہوئی کھجور پہنچی۔

مدینہ طیبہ کے یہودیوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے، ان کے ہاں بچے نہیں ہوں گے جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی مسلمان بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔

سات، آٹھ سال کے تھے کہ آپ کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ کو بیعت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے، رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور بیعت فرمالیا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے گزارش کی گئی کہ آپ قریش کے سمجھدار بچوں کو بیعت فرمائیں تاکہ انہیں آپ کی برکت نصیب ہو اور یہ سعادت ان کی یادداشت میں باقی رہے، آپ سے اجازت ملنے پر جن بچوں کو آپ کی خدمت میں لایا گیا، ان میں عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن زبیر اور عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہم شامل تھے، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ بچے آگے بڑھنے سے جھجک رہے ہیں، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بلا جھجک آگے بڑھے، رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ

کر مسکرا دیئے اور فرمایا: یہ اپنے باپ کا بیٹا ہے (جرأت و بہادری ورثہ میں پائی ہے)۔

ابو یعلی نے اور بیہقی نے ''الدلائل'' میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ پچھنے لگوائے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ خون لے جاؤ اور اسے ایسی جگہ ڈال دو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھے، انہوں نے اوجھل ہو کر آپ کا مبارک خون پی لیا اور واپس آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: عبداللہ خون کا کیا ہوا؟ عرض کی ایسی جگہ چھپایا ہے جہاں کسی کی نگاہ نہ پڑے، فرمایا: شاید تم نے اسے پی لیا ہے؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔ ابو عاصم کہا کرتے تھے لوگ کہتے تھے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی جرأت و بہادری اور قوت اسی مبارک خون کی بدولت تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعریف میں فرمایا: اسلام کا پاک دامن شخص، قرآن کا قاری، جس کا والد رسول اللہ ﷺ کا حواری اور والدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھی، جن کی دادی رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور جن کے والد کی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔

یزید کی موت کے بعد ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں آپ کی خلافت کی بیعت ہوئی حجاز، یمن، عراق اور خراسان کے لوگوں نے آپ کی بیعت کی، آٹھ سال تک بحیثیت امیر المؤمنین حج کے امیر رہے۔

اموی حکمران عبدالملک بن مروان نے آہستہ آہستہ شام، عراق اور دیگر اسلامی صوبوں پر اپنا اقتدار قائم کر لیا اور آپ مکہ مکرمہ میں محصور ہو گئے۔ حجاج بن یوسف کی قیادت میں شامی افواج کا یہ محاصرہ چھ ماہ سترہ دن جاری رکھا۔ اسی دوران کعبہ منیفہ پر سنگ باری ہوئی، آخر کار جمادی الاول ۷۳ھ میں مسجد حرام میں آپ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ رضی اللہ عنہ (۶۷)

۶۷۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۹۰۵۔۹۱۰، رقم: ۱۵۳۵۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۱۳۶۔۱۴۰، رقم: ۲۹۴۷۔ الاصابہ، ج ۴ ص ۷۸۔۸۲، رقم: ۴۷۰۰

○

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے کہا:

اَتَذْكُرُ يَوْمٌ اِسْتَقْبَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمَلَنِي وَ تَرَكَكَ، وَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَقْبَلُ بِالصِّبْيَانِ اِذَا جَاءَ مِنْ سَفَرٍ (۶۸)

تمہیں وہ دن یاد ہے ہم نے نبی کریم ﷺ کا استقبال کیا تھا، آپ نے مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا، اور تمہیں چھوڑ دیا تھا، نبی کریم ﷺ جب سفر سے آتے بچے آپ کا استقبال کرتے تھے۔

دو اونٹنیوں کا تحفہ

حضرت مقنع بن الحصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے اونٹوں کا صدقہ (زکوٰۃ) لے کر حاضر ہوا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ ہمارے اونٹوں کا صدقہ ہے، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ اونٹ تحویل میں لے لئے گئے، پھر میں نے کہا حضور! ان میں دو اونٹنیاں بطور تحفہ آپ کے لئے ہیں، اور میں نے ان اونٹنیوں کو صدقہ کے اونٹوں سے الگ کر لیا۔

(الطبقات الکبریٰ، ج ۷ ص ۴۴، رقم: ۲۹۱۳)

۶۸۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۴ ص ۱۷۱، رقم الحدیث: ۱۵۶۹۶

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عبدود، آپ کے والد کا تعلق قبیلہ کلب سے اور والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ بن عبد عامر کا تعلق قبیلہ طے کی شاخ بنومعن سے تھا۔

اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال میں تھے کہ بنو قیس بن جسر کے غارت گروں نے بنو معن پر حملہ کر دیا اور آٹھ سالہ زید رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لے گئے۔

عکاظ کے بازار میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے آپ کو چار سو درہم میں خرید لیا اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کر دیا۔

شادی کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اپنے بیٹے کے فراق میں تڑپتے رہے، اس دوران قبیلہ کلب کے کچھ لوگ حج کے لئے آئے، انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور آپ کے والد کو خبر پہنچائی، حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اور چچا مکہ مکرمہ پہنچے اور زید رضی اللہ عنہ کی آزادی کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی، حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا چاہیں تو بغیر کسی فدیہ کے اپنے والد اور چچا کے ساتھ چلے جائیں اور چاہیں تو آپ ﷺ کے پاس رہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے والد اور چچا پر رسول اللہ ﷺ کو ترجیح دی، رسول اللہ ﷺ نے زید کا جواب سنا تو آپ زید کو حطیم کعبہ میں لائے اور اسے اپنا متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنانے کا اعلان فرمایا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ زید بن محمد ﷺ کہلاتے تھے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ

کی بعثت شریفہ کے بعد سورۃ الاحزاب کے نزول پر ان کو زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔ (۶۹)

حضرت زید رضی اللہ عنہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن مجید میں مذکور ہے۔ (۷۰)

حضرت زید رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے صحابہ میں سے ہیں، امام زہری سے ایک روایت کے مطابق آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم فرمائی اور مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسید بن حضیر اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور مدینہ طیبہ میں بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کی خبر آپ ہی لائے تھے۔ غزوۂ بدر کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے، اور نو سرایا میں اسلامی لشکر کی قیادت کی۔

جمادی الأولیٰ ۸ ھ میں رسول اللہ ﷺ نے شام کی طرف مجاہدین اسلام کا لشکر روانہ فرمایا، اس لشکر کی قیادت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کر رہے تھے، بعد میں موتہ کے مقام پر جنگ ہوئی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے، بوقت شہادت آپ کی عمر پچپن برس تھی۔ رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے حضرت انس، حضرت براء بن عازب، حضرت ابن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت نے مرسلاً احادیث روایت کی ہیں۔ (۷۱)

۶۹۔ سورۃ الاحزاب: ۵

۷۰۔ سورۃ الاحزاب: ۳۷

۷۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۹۔۳۴، رقم: ۴۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۵۴۲۔۵۴۷، رقم: ۸۴۳۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۴۰۔۱۴۳، رقم: ۱۸۲۹۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۴۹۴۔۴۹۸، رقم: ۲۸۹۷

O

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَوْمًا حَارًا مِنْ اَيَّامِ مَكَّةَ وَ هُوَ مُرْدِفِيٌّ فَلَقِيْنَا زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فَحَيَّا كُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَا زَيْدُ مَالِيْ اَرٰى قَوْمَكَ قَدْ شَنِفُوْا لَكَ ؟

مکہ مکرمہ میں قیام کے دنوں میں ایک گرم دن میں، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا، آپ نے مجھے سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا ہم نے زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا، نبی کریم ﷺ نے زید سے پوچھا: کیا بات ہے کہ تمہاری قوم تم سے بغض رکھتی ہے۔

زید نے کہا: اے محمد! بخدا میری قوم میری طرف سے کسی نقصان کی وجہ سے ایسا نہیں کرتی بلکہ میں اس دین کی تلاش میں نکلا، میں خیبر کے علماء یہود کے پاس پہنچا، میں نے ان کو اس حالت میں پایا کہ وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ شریک بھی بناتے ہیں، میں نے کہا: یہ میرا مطلوب دین نہیں، میں وہاں سے نکلا تو ان میں ایک شیخ نے مجھ سے کہا: تم جس دین کے بارے میں دریافت کر رہے ہو اس کے مطابق عبادت کرنے والا صرف حیرہ میں ایک بزرگ ہے جو اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا۔

میں حیرہ میں اس بزرگ کے ہاں پہنچا، اس نے مجھے دیکھ کر پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: میں کانٹے دار درختوں کے علاقہ میں موجود بیت اللہ کے

باسیوں میں سے ہوں، اس نے کہا: تمہارا مطلوب تو تمہارے شہر میں ظاہر ہو چکا ہے، اس نبی کی بعثت کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے، باقی وہ سب جن کو تم نے دیکھا ہے گمراہی میں ہیں۔ میں واپس آ گیا لیکن میں نے یہاں کوئی تبدیلی محسوس نہیں کی۔ (۷۲) (اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کی بعثت نہیں ہوئی تھی)۔ (۷۳)

غزوۂ بدر میں ملائکہ ابلق (چتکبرے) گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے تھے، انہوں نے سبز، پیلے اور سرخ نور کے عمامے باندھے ہوئے تھے، غزوہ کے بعد جبریل علیہ السلام سرخ رنگ کی گھوڑی پر سوار ہو کر آئے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، ج ۲ ص ۱۱، ۲۰)

۷۲۔ اسد الغابة، ج ۲ ص ۱۵۷، ۱۵۸، رقم: ۱۸۶۰۔ الاصابہ، ج ۲ ص ۵۰۸، رقم: ۲۹۳۰

۷۳۔ زید بن عمرو بن نفیل مشہور صحابی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد تھے، حضرت سعید رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ صحابہ میں شامل ہیں، زید بن عمرو بتوں کی عبادت اور بتوں کے نام پر چڑھاوں سے سخت متنفر تھے، دین ابراہیم کی تلاش میں شام اور خیبر کا سفر کیا، رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پانچ سال پہلے زید کا انتقال ہو گیا، اور ان کو جبل حراء کی بنیاد میں دفن کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ (**صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل**، رقم الحدیث: ۳۸۲۷۔ **الطبقات الکبریٰ**، ج ۳، ص ۲۹۰، ۲۹۲، رقم: ۵۸۔ **اسد الغابہ**، ج ۲، ص ۱۵۷، ۱۵۸، رقم: ۱۸۶۰)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

ابومحمد حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزی بن زید بن امرئ القیس الکلبی رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ ﷺ کے محبوب اور منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کی انا حضرت ام ایمن کے صاحبزادے ہیں، الحب بن الحب (محبوب ابن محبوب) کہلاتے تھے۔ ابن مندہ اور حاکم کی روایت کے مطابق آپ کے دادا حارثہ بھی صحابی تھے۔

رسول اللہ ﷺ حضرت حسن اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کو گود میں لے کر فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَحِبَّھُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّھُمَا (۷۴)

اے اللہ ان سے محبت فرما، میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ اپنی ایک ران پر حضرت اسامہ کو اور دوسری ران پر حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو بٹھاتے پھر دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر یہ دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُھُمَا (۷۵)

اے اللہ! ان پر رحم فرما میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب بعض لوگوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم نے اسامہ کی سپہ سالاری پر اعتراض کیا ہے تو کیا ہوا تم تو اس سے پہلے اس کے والد کی سپہ سالاری پر بھی اعتراض کر چکے ہو، اللہ کی قسم وہ سپہ سالار بنائے جانے کا سب سے زیادہ حق دار تھا اور وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا (اسامہ

۷۴۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۷۳۵، ۳۷۴۷

۷۵۔ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب وضع الصبی علی الفخذ، رقم الحدیث: ۶۰۰۳

رضی اللہ عنہ) مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (۷۶)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد مسلمان والدین کے ہاں پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے ساتھ مدینہ طیبہ ہجرت کی، اور رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ سالہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو سالار لشکر بنایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت اسامہ رضی اللہ عنہ اٹھارہ، انیس برس کے تھے، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد وادی القریٰ میں رہائش پذیر ہوئے، پھر وہاں سے مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔ ۵۴ھ میں مقام جرف (مدینہ طیبہ سے شمال میں تین میل کے فاصلہ پر ایک جگہ، اب مدینہ طیبہ کی آبادی وہاں تک پہنچ چکی ہے) میں وفات پائی اور مدینہ طیبہ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ (۷۷)

O

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکِبَ عَلٰی حِمَارٍ عَلٰی قَطِیْفَۃٍ فَدَکِیَّۃٍ وَ اَرْدَفَ اُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ وَرَاءَہٗ یَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَۃَ فِیْ بَنِی الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَۃِ الْبَدْرِ

رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار ہوئے اس پر فدک کا بنا ہوا موٹا کمبل تھا اور آپ نے اسامہ بن زید کو سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا،

۷۶۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۷۳۰، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ۴۲۵۰، ۴۴۶۹، کتاب الایمان و النذور، رقم الحدیث: ۶۶۲۷، کتاب الاحکام، رقم الحدیث: ۷۱۸۷

۷۷۔ طبقات ابن سعد، ج۴ ص۴۵۔۵۴، رقم: ۳۵۷۔ الاستیعاب، ج۱ ص۷۵۔۷۷، رقم: ۲۱۔ اسد الغابہ، ج۱ ص۹۱۔۹۳، رقم: ۸۴۔ الاصابہ، ج۱ ص۲۰۲، ۲۰۳، رقم: ۸۹

آپ غزوۂ بدر سے پہلے بنو حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کی بیمار پرسی کے لئے جا رہے تھے۔

آپ کا گزر ایک ایسی مجلس سے ہوا جس میں عبداللہ بن ابی سلول بھی موجود تھا، یہ عبداللہ کے بظاہر اسلام قبول کرنے سے قبل کا واقعہ ہے۔(۷۸)

O

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ اَعْلٰی مَكَّةَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهٗ بِلَالٌ وَ مَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ

رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر مکہ کے بالائی حصہ (کداء) سے تشریف لائے، آپ نے اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) کو پیچھے بٹھایا ہوا تھا، آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ کعبہ کا کلید بردار تھا۔

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مسجد حرام میں سواری کو بٹھایا اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی چابی لانے کا فرمایا، پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ (رضی اللہ عنہم) بیت اللہ میں داخل ہوئے، آپ بڑی دیر تک اندر رہے پھر باہر تشریف لائے لوگ جلدی سے آگے بڑھے، عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سب سے پہلے اندر داخل ہوئے انہوں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو بیت اللہ کے دروازے

۷۸۔ صحیح البخاری، کتاب المرضیٰ، باب عیادۃ المریض راکباً و ماشیاً، رقم الحدیث:۵۶۶۳، کتاب الادب، باب کنیۃ المشرک، رقم الحدیث:۶۲۰۷۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب فی دعاء النبی ﷺ و صبره علی اذی المنافقین، رقم الحدیث:۴۶۵۹

کے پیچھے کھڑا دیکھا، ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے، انہوں نے اشارے سے وہ جگہ بتائی جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی، حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں: میں بلال سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی رکعتیں ادا کی تھیں۔(۷۹)

O

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْاَيْسَرَ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ اَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ، تَوَضَّاَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا

میں (حجۃ الوداع میں) عرفات سے سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے پہلے بائیں سمت کی وادی میں پہنچے، آپ نے اونٹنی کو بٹھایا، پیشاب کیا پھر آئے تو میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، آپ نے ہلکا سا وضو کیا۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (مغرب کی) نماز؟ فرمایا: نماز آگے، پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر مزدلفہ آئے تو نماز پڑھی۔(۸۰)

O

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

۷۹۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد، رقم الحدیث:۲۹۸۸، کتاب المغازی، باب دخول النبی ﷺ من اعلیٰ مکة، رقم الحدیث:۴۲۸۹

۸۰۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب النزول بین عرفة و جمع، رقم الحدیث:۱۶۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبیة، رقم الحدیث:۳۰۸۷

اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَۃَ وَ عَلَیْہِ السَّکِیْنَۃُ وَ رَدِیْفُہٗ اُسَامَۃَ فَقَالَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَیْسَ بِاِیْجَافِ الْخَیْلِ وَ الْاِبِلِ (۸۱)

رسول اللہ ﷺ میدانِ عرفات سے اطمینان اور وقار کے ساتھ لوٹے، اسامہ آپ کے ردیف تھے، آپ نے فرمایا: لوگو! سکون اور اطمینان سے چلو، نیکی گھوڑوں اور اونٹوں کو تھکانے میں نہیں ہے۔

O

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

کُنْتُ رَدِیْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَرَفَعَ یَدَیْہِ یَدْعُوْ فَمَالَتْ بِہٖ نَاقَتُہٗ فَسَقَطَ خِطَامُھَا قَالَ فَتَنَاوَلَ الْخِطَامَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ وَ ھُوَ رَافِعٌ یَدَہُ الْاُخْرٰی (۸۲)

میں عرفات میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا، آپ ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے کہ آپ کی اونٹنی گھومی تو اس کی مہار گر گئی، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ سے مہار پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ اسی طرح (دعا میں) اٹھائے رکھا۔

O

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ رَدِیْفُہٗ اُسَامَۃُ

۸۱۔ صحیح ابی داؤد، کتاب المناسک، باب الدفعۃ عن عرفۃ، رقم الحدیث: ۱۹۲۰

۸۲۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۶ ص ۲۷۳، رقم الحدیث: ۲۱۳۱۴

بْنُ زَیْدٍ فَسَقَیْنَاہُ مِنْ ھٰذَا الشَّرَابِ فَقَالَ اَحْسَنْتُمْ ھٰکَذَا فَاصْنَعُوْا (۸۳)

(حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) آپ کے ردیف تھے، ہم نے آپ کو اس پانی (زمزم) سے پلایا، آپ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا، اسی طرح کرو (لوگوں کو زمزم پلاتے رہو)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی اونٹنی پر حرم میں داخل ہوئے، آپ نے اونٹنی کو صحنِ کعبہ میں بٹھایا اور (کعبہ کے کلید بردار) عثمان بن طلحہ کو چابی سمیت بلا بھیجا، عثمان چابی لائے کعبہ کا دروازہ کھولا اور نبی کریم ﷺ حضرت اسامہ، بلال اور عثمان بن طلحہ (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوئے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)، رقم الحدیث: ۳۸۷۳)

۸۳۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۴۰۷، رقم الحدیث: ۲۲۰۸

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

ابوعبدالرحمٰن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود الہذلی بن غافل ابن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاحلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر، آپ بنوزہرہ کے حلیف تھے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، آپ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں چھٹا مسلمان تھا، روئے زمین پر ہم چھ کے علاوہ اور کوئی مسلمان نہ ہوا تھا، اسی عرصے میں حضرت سعید بن زید (یکے از عشرۂ مبشرہ) اور آپ کی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہما نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے اسلام قبول کرنے کی داستان یوں بیان کرتے تھے: میں (مشہور دشمنِ اسلام) عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، آپ نے مجھ سے فرمایا: لڑکے! دودھ ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں دودھ ہے لیکن میں امین ہوں (مالک کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ریوڑ میں ایسی بکری ہے جس سے نر نے جفتی نہ کی ہو؟ میں ایسی بکری لایا تو آپ نے اس کے تھنوں کو چھوا ان میں دودھ اتر آیا، آپ نے ایک برتن میں دودھ دوہا، خود نوش فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا، پھر تھنوں سے فرمایا: سکڑ، سمٹ جاؤ، وہ سکڑ گئے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے بھی یہ پیغام تعلیم فرمائیں، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو تعلیم یافتہ لڑکا ہے۔ (۸۴)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے قرآن مجید پڑھا، انہوں نے

۸۴۔ مسند امام احمد، (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۳۵۸۷

چاشت کے وقت کعبہ میں مقام ابراہیم کے پاس سورۃ الرحمٰن کی تلاوت شروع کی، کفارِ مکہ نے اپنی مجالس میں یہ آواز سنی تو مارنے کو دوڑے، وہ آپ کے چہرے پر مارتے رہے اور آپ برابر تلاوت کرتے رہے اور جہاں تک آپ کا جی چاہا تلاوت کی، واپس آئے تو آپ کے چہرے پر مار کے نشان تھے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خدمت گزار رہے، پہلے حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی، دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔

صحابہ کرام میں سے حضرت ابن عباس، ابن عمر، ابوموسیٰ، عمران بن حصین، ابن زبیر، جابر، انس، ابوسعید الخدری، ابوہریرہ اور ابورافع رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ بقی بن مخلد کے بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آٹھ سو اڑتالیس (۸۴۸) احادیث مروی ہیں۔ (۸۵)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اور میرا بھائی یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں اس قدر آنا جانا تھا کہ ہم ایک عرصہ تک آپ کو رسول اللہ ﷺ کے گھر کا ایک فرد سمجھتے رہے۔ (۸۶)

حضور ﷺ کی مسواک، تکیہ، لوٹا اور جوتے آپ کی تحویل میں رہتے تھے۔ (۸۷)

جب رسول اللہ ﷺ کہیں تشریف فرما ہوتے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ

۸۵۔ التراتیب الاداریہ، ج۲ص۴۰۸

۸۶۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۸۰۶

۸۷۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عمار و حذیفۃ رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۳۷۴۲، ۳۷۴۳، ۳۷۴۴

کے جوتے اپنے بغل میں رکھتے اور آپ کے اٹھتے وقت آپ کو جوتے پہناتے اور آپ کے آگے آگے چلتے، جب حضور ﷺ غسل فرماتے آپ کے آگے پردہ کرتے، جب حضور ﷺ سوتے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی آپ کو جگاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی تھی اور ارشاد فرمایا تھا: جو شخص قرآن مجید کو نزول کے مطابق پڑھنا چاہے وہ ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قرأت کے مطابق پڑھے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے آپ کی مؤاخات قائم فرمائی تھی۔

۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، بقیع میں تدفین ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی۔ رضی اللہ عنہ (۸۸)

O

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ هَلْ تَدْرِيْ مِنْ اَيْنَ اتَّخَذَتْ بَنُوْ اِسْرَاءِيْلَ الرَّهْبَانِيَّةَ فَقُلْتُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے دراز گوش پر سوار تھا، آپ نے فرمایا: اے ام عبد کے بیٹے! کیا تم جانتے ہو بنی اسرائیل نے رہبانیت کیسے اختیار کی؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل پر جابر لوگ غالب آ گئے جنہوں نے فسق و فجور کا بازار گرم کر دیا، اہل ایمان نے ان کے خلاف جہاد کیا لیکن ان کو

۸۸۔ انتخاب از الاستیعاب، ج ۳ ص ۹۸۷۔۹۹۴، رقم: ۱۶۵۹۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۲۷۹۔۲۸۵، رقم: ۳۱۷۷۔ الاصابہ، ج ۴ ص ۱۹۸۔۲۰۱، رقم: ۴۹۷۰

تین مرتبہ شکست ہوئی اور ان میں سے صرف چند لوگ زندہ بچے، انہوں نے آپس میں کہا اگر ہم نے پھر ان کے ساتھ جنگ کی تو یہ ہمیں فنا کر دیں گے اور ایک شخص بھی ایسا نہیں بچے گا جو لوگوں کو دین کی طرف بلائے، آؤ ہم زمین میں بکھر جائیں یہاں تک کہ وہ نبی مکرم تشریف لائیں جن کی آمد کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے (یعنی حضرت محمد ﷺ) چنانچہ وہ پہاڑوں کی غاروں میں منتشر ہو گئے اور انہوں نے رہبانیت کا آغاز کیا، ان میں بعض اپنے دین پر کاربند رہے اور بعض نے کفر کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَ رَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ O (۸۹)

اور رہبانیت کا طریقہ انہوں نے خود ہی نکالا ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر صرف اللہ کی رضا کے لئے، پھر انہوں نے اس کی وہ رعایت نہ کی جو اس کی رعایت کا حق تھا، تو ان میں سے ایمان لانے والوں کو ہم نے ان کا اجر عطا فرمایا اور ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ (۹۰)

۸۹۔ الحدید: ۲۷

۹۰۔ تفسیر معالم التنزیل، سورۃ الحدید: ۲۷۔ تفسیر الخازن، سورۃ الحدید: ۲۷

حضرت ابوذر الغِفاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوذر جندب بن جنادہ بن قیس بن عمرو بن مُلَیل بن صُغیر بن حرام بن غفار رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، ایک قول کے مطابق آپ سے پہلے صرف چار افراد مسلمان ہوئے تھے۔

صحیح البخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر سنی تو اپنے بھائی (انیس) کو تحقیق حال کے لئے مکہ مکرمہ بھیجا، انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور واپس آ کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی تعلیمات کے متعلق بتایا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بھائی کی باتوں سے میری تشفی نہ ہوئی اور میں اپنا زادِراہ کا تھیلا اور لاٹھی لے کر مکہ مکرمہ پہنچا، میں رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچانتا تھا اور کسی سے آپ کے بارے میں پوچھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا، میں مسجد میں ٹھہرتا اور زمزم پیتا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے اجنبی جان کر اپنے ساتھ لے گئے، نہ انہوں نے مجھ سے کچھ پوچھا نہ میں نے انہیں کچھ بتایا، صبح کو میں پھر مسجد میں آ گیا کہ کسی سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھوں لیکن مجھے ایسا شخص نہ ملا جو مجھے آپ کے بارے میں بتاتا۔

تیسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا شاید تمہیں ابھی تک اپنا ٹھکانہ نہیں ملا؟ میں نے کہا نہیں، انہوں نے کہا: میرے ساتھ چلو اور پوچھا تمہارا کیا کام ہے اور تم اس شہر میں کس لئے آئے ہو؟ میں نے کہا اگر آپ میری بات کو راز میں رکھیں تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں، انہوں نے وعدہ کر لیا تو میں نے ان کو اپنی آمد کی غرض بتائی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں ایک صاحب ظاہر ہوئے ہیں جو خود کو نبی سمجھتے ہیں، میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا لیکن ان کی باتوں سے میری تسلی نہیں ہوئی، سو میں خود ان

سے ملاقات کرنے کو چلا آیا، روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا پیغام سن کر اہل ایمان میں شامل ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے وطن چلے جانے کا حکم دیا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مسجدِ حرام میں آ کر اپنے ایمان کا اعلان کر دیا، لوگوں نے ان کو خوب مارا پیٹا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو چھڑوایا اور قریش سے کہا یہ شخص قبیلہ غِفار سے تعلق رکھتا ہے جو تمہاری تجارتی گزرگاہ پر آباد ہے، لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا، دوسرے دن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر مسجد میں اپنے ایمان کا اعلان کیا اور وہی کارروائی دوبارہ ہوئی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو آ کر چھڑوایا۔(۹۱)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''ابوذر میری امت میں عیسیٰ علیہ السلام کے زہد پر ہیں، جس شخص کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تواضع دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر کو دیکھ لے''۔

ایک اور روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

''آسمان کسی ایسے شخص پر سایہ فگن نہیں ہوا اور زمین نے کسی ایسے شخص کو شانوں پر نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو''۔(۹۲)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر، اُحد، خندق میں شریک نہ ہو سکے، بعد میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شام چلے گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں واپس مدینہ منورہ آئے اور ربذہ نام کی بستی میں سکونت پذیر ہوئے۔(۹۳) ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں آپ نے وفات پائی اور حضرت

۹۱۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصة اسلام ابی ذر رضی الله عنه، رقم الحدیث:۳۵۲۲، ۳۸۶۱

۹۲۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی ذر الغفاری رضی الله عنه، رقم الحدیث:۳۸۰۱-۳۸۰۲۔ مسند امام احمد، رقم الحدیث:۶۵۹۳، ۷۰۳۸، ۲۱۲۱۷، ۲۶۹۴۷

۹۳۔ مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت پر ذاتِ عرق کے قریب ایک بستی۔ فرہنگ سیرت، ص ۱۳۰

عبداللہ بن مسعود نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی رضی اللہ عنہ۔(۹۴)

O

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّ اَرْدَفَنِیْ خَلْفَہٗ وَ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَرَءَیْتَ اِنْ اَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ شَدِیْدٌ لَا تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ فِرَاشِکَ اِلٰی مَسْجِدِکَ کَیْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ تَعَفَّفْ

رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا اور فرمایا: اے ابوذر! اگر تم دیکھو کہ لوگ شدید بھوک میں مبتلا ہو جائیں تم اپنے بستر سے اپنی مسجد تک کھڑے ہونے کی طاقت نہ پاؤ تم کیا کرو گے؟ ابوذر نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: پاک دامنی اختیار کرنا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! اگر تم لوگوں کو سخت موت میں مبتلا دیکھو کہ گھر بندے کے لئے قبر ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: صبر کرنا، پھر ارشاد فرمایا: اے ابوذر! اگر تم دیکھو کہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں یہاں تک کہ حجارۃ الزیت (۹۵) خون میں ڈوب جائے تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ باخبر ہیں، ارشاد فرمایا: تم اپنے گھر بیٹھ جانا اور اس کا دروازہ بند کر لینا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

۹۴۔ الاستیعاب، ج۱ص۲۵۲۔۲۵۶، رقم:۳۳۹۔ الطبقات الکبریٰ، ج۴ص۱۶۵،۱۷۹، رقم:۴۳۲۔ اسد الغابہ، ج۵ص۹۹،۱۰۱، رقم:۵۸۶۲۔ الاصابہ، ج۷ص۱۰۵،۱۰۹، رقم:۹۸۷۷

۹۵۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے قریب زوراء کے پاس ایک مقام

اگر وہ مجھے نہ چھوڑیں، حضور ﷺ نے فرمایا: پھر تم ان لوگوں میں چلے جانا جن سے تمہارا تعلق ہے، انہیں میں رہنا، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی ہتھیار اٹھالوں؟ آپ نے فرمایا: اس طرح تم بھی ان میں شریک ہو گے (ان کے گناہ میں شامل ہو جاؤ گے) لیکن جب تمہیں تلوار کی دھار کے چمکنے کا اندیشہ ہو (تم پر کوئی حملہ کر دے) تو تم اپنی چادر کا ایک کنارہ اپنے چہرہ پر ڈال لو حتی کہ وہ اپنے اور تمہارے گناہ میں ماخوذ ہو۔(۹۶)

O

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِمَارٍ وَ عَلَیْہِ بَرْدَعَۃٌ اَوْ قَطِیْفَۃٌ قَالَ فَذَاکَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ

میں دراز گوش پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، دراز گوش پر کمبل یا موٹی چادر تھی، یہ غروب آفتاب کا وقت تھا۔

حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! جانتے ہو یہ سورج کہاں غائب ہو جاتا ہے، میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ ایک سیاہ دلدلی چشمے میں ڈوبتا ہے، پھر یہ عرش کے نیچے اپنے رب کو سجدہ کرتا ہے، جب اس کے نکلنے کا وقت آتا ہے اللہ تعالیٰ کے اذن سے یہ نکلتا ہے، جب اللہ تعالیٰ اسے مغرب سے طلوع کرنے کا ارادہ فرمائے گا اس کو روک لے گا، سورج عرض کرے گا میرا سفر دور ہے، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جہاں پہ غائب ہوا ہے وہاں سے طلوع ہو، یہ وہ ساعت ہوگی جب کسی جان کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔(۹۷)

۹۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب فی النھی عن السعی فی الفتنۃ، رقم الحدیث:۴۲۶۱۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۶ص۱۸۴، رقم الحدیث:۲۰۸۱۸

۹۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۶ص۲۰۸، رقم الحدیث:۲۰۹۴۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمٰن (یا عبداللہ) بن صخر رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلۂ دوس سے ہے، عظیم القدر صحابی ہیں، آپ کا اصل نام کیا تھا اس میں شدید اختلاف ہے، اپنی کنیت ابو ہریرہ سے مشہور ہیں، خود بیان کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرتے وقت میری عمر تیس سال سے زائد تھی۔ جب میں اپنی قوم کے وفد کے ساتھ مدینہ طیبہ میں آیا رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف تشریف لے جا چکے تھے، یہ ۷ھ کے اوائل کا واقعہ ہے۔ مدینہ طیبہ میں حضرت سباع بن عُرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نائب تھے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو زادِ راہ فراہم کر دیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے خیبر کی طرف روانہ ہو گئے، جب خدمت نبوی میں پہنچے تو خیبر فتح ہو چکا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے گفتگو کر کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو بھی مالِ غنیمت میں شریک فرما لیا۔

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں شامل ہوئے اور رات دن، صبح و شام حصولِ علم میں مصروف ہو گئے، مہاجرین اور انصار اپنے تجارتی اور زرعی وسائل معاش میں مصروف رہتے جب کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھوکے پیاسے ہمہ وقت خدمت نبوی میں حاضر رہتے۔ خود بیان فرماتے ہیں تم کہتے ہو ابو ہریرہ بہت احادیث بیان کرتے ہیں اتنی احادیث تو مہاجرین اور انصار میں سے کوئی بیان نہیں کرتا، حقیقت حال یہ ہے کہ میرے مہاجر دوست بازاروں میں خرید و فروخت کرتے اور میرے انصاری دوست اپنی زمینوں اور باغات کی دیکھ بھال کرتے، رہا ابو ہریرہ وہ مسکین آدمی تھا، اکثر اوقات رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر رہتا تھا، ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ، میں نے اپنی چادر بچھا دی، آپ نے لپ بھر کر اس میں ڈالا اور مجھ سے ارشاد فرمایا: اسے سینے سے لگا لو، میں نے اسے سینہ سے لگا لیا، اس کے بعد مجھے کوئی حدیث نہیں بھولی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے وہ سنا جو ہم نے نہیں سنا''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ابو ہریرہ مجھ سے بہتر ہیں وہ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو ہم سے زیادہ جاننے والے ہیں''۔

حافظ اندلسی بقی بن مخلد کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد پانچ ہزار آٹھ سو چونسٹھ (۵۸۶۴) ہے۔

امام بخاری کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آٹھ سو سے زائد صحابہ اور تابعین نے احادیث روایت کی ہیں، صحابہ کرام میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت انس اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں، آپ اپنے دور کے سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بحرین کے گورنر رہے، بعد میں مدینہ طیبہ آ گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ بحرین کی گورنری کی پیش کش کی تو معذرت کر لی۔

مدینہ منورہ کا اموی گورنر مروان جب مدینہ طیبہ سے باہر جاتا تو آپ کو قائم مقام گورنر مقرر کرتا، مدینہ طیبہ کے مضافاتی علاقہ عتیق میں رہائش اختیار کر لی وہیں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہوئے اور آپ کی میت کو بقیع میں لا کر دفن کیا گیا۔ رضی اللہ عنہ (۹۸)

۹۸۔ طبقات ابن سعد، ج۴ ص۲۴۲۔۲۵۴، رقم: ۵۲۰۔ الاستیعاب، ج۴ ص۱۷۶۸۔۱۷۷۲، رقم: ۳۲۰۸۔ اسد الغابہ، ج۵ ص۳۲۱۔۳۲۴، رقم: ۶۳۱۹۔ الاصابہ، ج۷ ص۳۴۸۔۳۶۳، رقم: ۱۰۶۸۰

O

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَوْ يَا اَبَا هِرٍّ هَلَكَ الْاَكْثَرُوْنَ اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ الْاَرْذَلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ عَنْ شِمَالِهٖ وَ خَلْفِهٖ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ

میں نبی کریم ﷺ کا ردیف تھا، آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! یا فرمایا: اے ابو ہر! زیادہ مال جمع کرنے والے ہلاک ہوگئے، زیادہ مال جمع کرنے والے قیامت کے دن بدترین ہوں گے مگر جس نے اپنے مال کو اپنے دائیں، اپنے بائیں، اپنے پیچھے اور اپنے آگے اس اس طرح خرچ کیا اور یہ کم ہوں گے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! کیا میں تمہاری جنت کے خزانوں میں سے ایک کی طرف رہنمائی نہ کروں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: ''لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ '' پھر فرمایا: ابو ہریرہ! جانتے ہو اللہ کا لوگوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر یہ حق ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جب وہ یہ کرلیں تو بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔ (۹۹)

۹۹۔ معرفۃ اسامی ارداف النبی ﷺ، ج ۱ ص ۸۴

حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ

حضرت سہیل بن عمرو بن وهب بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن ہلال رضی اللہ عنہ قرشی، فہری ہیں، بنو عبد الدار سے تعلق رکھتے ہیں، اپنی والدہ بیضاء دعد بنت الجحدم بن امیہ بن ضبہ بن الحارث بن فہر کے نام سے منسوب ہیں۔

قدیم الاسلام صحابی ہیں، پہلے حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ (۱۰۰)

۹ ہجری میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی، رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں حضرت سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱۰۱)

O

حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَادٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَ اَنَا رَدِيْفُهٗ يَا سُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهٗ مِرَارًا حَتّٰى سَمِعَ مَنْ خَلْفَنَا وَ اَمَامَنَا فَاجْتَمَعُوْا وَ عَلِمُوْٓا اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِشَيْءٍ اَنَّهٗ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهٗ بِهَا الْجَنَّةَ وَ اَعْتَقَهٗ بِهَا مِنَ النَّارِ (۱۰۲)

۱۰۰۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۴۴، رقم: ۲۳۱۵۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۶۶۷، رقم: ۱۱۰۰۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۱۷۴، رقم: ۳۵۷۴
مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ غزوہ بدر میں قریش کے ساتھ تھے۔ رقم الحدیث: ۳۶۲۶

۱۰۱۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد، رقم: ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴

۱۰۲۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج [illegible]، رقم: [illegible]

(دورانِ سفر) ایک رات رسول اللہ ﷺ نے جب کہ میں آپ کا ردیف تھا، بلند آواز سے کئی مرتبہ مجھے پکارا، اے سہیل بن بیضاء! یہاں تک ہم سے آگے اور پیچھے والے یہ سن کر جمع ہو گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا: جس نے لا الہ الا اللہ کہا، اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب اس کے لئے جنت کو واجب کر دیا اور اس کو نار جہنم سے آزادی عطا فرمادی۔

O

الاصابہ میں سعد بن الصلت از سہیل بن السمط رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے، حضور ﷺ نے دو یا تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا: اے سہیل بن بیضاء! سہیل جواب دیتے رہے، جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو وہ جان گئے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے کچھ فرمانا چاہتے ہیں، آگے اور پیچھے والے سب جمع ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے لا الـه الا الله کی گواہی دی، اللہ تعالیٰ اس پر نار جہنم کو حرام فرما دیتا ہے اور اس کے لئے جنت کو واجب فرما دیتا ہے۔ (۱۰۳)

۱۰۳۔ الاصابہ فی تمییز الصحابة، ج ۳، ص ۱۷۶، رقم: ۳۵۸۱

حضرت شرید بن سوید الثقفی رضی اللہ عنہ

اکثر علماء انساب نے آپ کو ثقفی کہا ہے، بعض حضرات نے آپ کو حضرمی قرار دیا ہے، آپ کے نام کے بارے میں علامہ ابن اثیر الجزری کا کہنا ہے کہ آپ کا نام مالک تھا، رسول اللہ ﷺ نے بدل کر شرید رکھا، بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں، طائف میں سکونت پذیر رہے، ریحانہ بنت ابی العاص بن امیہ آپ کے حبالۂ عقد میں تھیں، آپ سے آپ کے صاحبزادے عمرو بن شرید اور یعقوب بن عاصم نے احادیث روایت کی ہیں۔ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ (۱۰۴)

O

حضرت عمرو بن الشرید رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان فرمایا:

رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ بِنْ اَبِي الصَّلْتِ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: هِيْهِ فَاَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ ثُمَّ اَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ (۱۰۵)

ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا، آپ نے فرمایا: کیا تم کو امیہ بن ابی الصلت کے اشعار میں سے کچھ شعر یاد ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: سناؤ، میں نے آپ کو ایک شعر سنایا، پھر آپ نے فرمایا: اور سناؤ، میں نے آپ کو ایک اور شعر سنایا، آپ

۱۰۴۔ طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۵۱، رقم: ۱۶۷۹۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۲۰۸، رقم: ۱۱۹۵۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۸۵، ۳۸۶، رقم: ۲۴۲۹۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۲۸۵، رقم: ۳۹۱۱

۱۰۵۔ صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب فی انشاد الاشعار، رقم: ۵۸۸۵

نے فرمایا: اور سناؤ، میں نے آپ کو ایک اور شعر سنایا، آپ نے فرمایا: اور سناؤ، یہاں تک کہ میں نے آپ کو (امیہ بن ابی الصلت کے) سو اشعار سنائے۔

صحیح مسلم ہی میں ابراہیم بن میسرہ کے روایت کے یہ الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ (امیہ بن ابی الصلت) مسلمان ہونے کے قریب تھا۔ اور ابن مہدی کی روایت میں ہے: وہ اپنے اشعار میں اسلام کے قریب تھا۔ (۱۰۶)

O

مسند امام احمد بن حنبل کی روایت میں ہے، حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلْفَہٗ فَقَالَ ھَلْ مَعَکَ مِنْ شِعْرِ اُمَیَّۃَ شَیْءٌ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ اَنْشِدْنِیْ فَاَنْشَدْتُہٗ بَیْتًا فَقَالَ ھِیْہِ فَلَمْ یَزَلْ یَقُوْلُ ھِیْہِ حَتّٰی اَنْشَدْتُہٗ مِائَۃَ بَیْتٍ (۱۰۷)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا، پھر فرمایا: کیا تمہیں امیہ کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: سناؤ، میں نے آپ کو ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا: اور سناؤ، آپ برابر یہ فرماتے رہے اور سناؤ حتی کہ میں نے آپ کو سو اشعار سنائے۔

۱۰۶۔ صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب فی انشاد الاشعار، رقم: ۵۸۸۷۔ امیہ بن ابی الصلت، ثقیف کے سرداروں میں سے مشہور و معروف جاہلی شاعر گزرا ہے، اس کے اشعار توحید، حقائق کائنات اور اخلاقی تعلیم پر مبنی ہوتے تھے، مسلمان نہیں ہوا۔ تقریباً ۶۳۰ عیسوی میں مر گیا۔ (المنجد، ص ۶۸ مطبوعہ دار المشرق، بیروت)

۱۰۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۵۲۹، رقم: ۱۸۹۸۲

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

حضرت سلمہ بن اکوع (سنان) بن عبداللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم الاسلمی رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ اسلم سے تھا، ابوایاس کنیت تھی، بعض حضرات کے بقول آپ کی کنیت ابومسلم یا ابوعامر تھی۔ نہایت بہادر، زبردست تیر انداز، صاحب خیر اور فاضل انسان تھے۔

تقریباً بائیس سال کی عمر میں بیعت رضوان میں شرکت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق دو یا تین مرتبہ اس بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (۱۰۸)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، میں نے حدیبیہ، خیبر، حُنین، ذی قرد وغیرہ سات غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی ہے اور نو سرایا میں حصہ لیا ہے۔ (۱۰۹)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے ایاس، حسن بن محمد بن الحنفیہ، زید بن اسلم، آپ کے آزاد کردہ غلام اور یزید بن ابی عبید کے علاوہ اہل مدینہ تابعین کی ایک جماعت نے احادیث نقل کی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ طیبہ سے ربذہ (۱۱۰) میں منتقل ہو گئے، اپنی وفات سے چند روز قبل مدینہ طیبہ واپس آ گئے اور ۶۴ ہجری میں اسّی (۸۰) برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ (۱۱۱)

۱۰۸۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب غزوة ذی قرد، رقم الحدیث: ۴۶۷۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۴، رقم الحدیث: ۱۶۰۸۳

۱۰۹۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ۴۲۷۰، ۴۲۷۱

۱۱۰۔ مدینہ طیبہ سے تین دن کی مسافت پر ذات عرق کے قریب ایک بستی ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی قبر اسی جگہ ہے۔

۱۱۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۴، ص ۲۲۸ تا ۲۳۰، رقم: ۴۹۰۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۶۳۹، ۶۴۰، رقم: ۱۰۱۶۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۸۹، ۲۹۰، رقم: ۲۱۵۳۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۱۲۷، رقم: ۳۴۰۱

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور حضور ﷺ کے غلام رباح رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے اونٹ لے گئے، میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا بھی لے گیا، میرا ارادہ تھا کہ اسے بھی اونٹوں کے ساتھ چراگاہ میں چھوڑ دوں گا۔ رات کی تاریکی میں عبد الرحمٰن بن عیینہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو لوٹ لیا، چرواہے کو قتل کر دیا اور وہ چند سواروں کے ساتھ اونٹوں کو ہنکاتے ہوئے روانہ ہوا۔ (میں نے یہ منظر دیکھا تو) میں نے رباح سے کہا: تم گھوڑے پر سوار ہو کر اسے ابو طلحہ کے ہاں پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ تک خبر پہنچاؤ کہ آپ کے جانور لوٹ لئے گئے ہیں۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہوا اور مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے تین بار ''یا صباحاہ'' (ہائے صبح) کی آواز دی۔ پھر غارت گروں کا پیچھا کیا، میرے پاس تلوار اور تیر تھے، میں انہیں تیر مار کر زخمی کرنے لگا، میں ایسا اس وقت کرتا جب درختوں کی کثرت ہوتی، جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اسے تیر مارتا، میں نے اپنی طرف آنے والے ہر سوار کو زخمی کر دیا، میں تیر اندازی کے دوران یہ کہتا تھا: میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج قابلِ ملامت لوگوں کے لئے مصیبت کا دن ہے۔

میں برابر ان کا پیچھا کرتا رہا اور ان پر تیر برساتا رہا، جب تنگ وادی آجاتی تو میں پہاڑ پر چڑھ کر ان پر پتھر پھینکتا تھا، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو ان کے پنجے سے چھڑا لیا میں پھر بھی ان کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ انہوں نے تیس سے زائد نیزے اور اتنی ہی چادریں اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے پھینک دیئے۔ وہ جو کچھ پھینکتے میں اسے رسول اللہ ﷺ کے راستہ پر جمع کر کے ان پر پتھر رکھ دیتا تھا۔

جب دن نکلا عیینہ بن بدر الفزاری ان کی مدد کو آ گیا، وہ لوگ اس وقت تنگ گھاٹی میں تھے، میں پہاڑ پر چڑھ کر ان کے اوپر آ گیا، عیینہ نے ان سے میرے متعلق پوچھا،

انہوں نے کہا: اس نے ہمیں بہت ستایا ہے یہ صبح سے ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے اس نے ہم سے سب کچھ چھین لیا ہے اور (اپنی حفاظت میں) اپنے پیچھے کر لیا ہے، عیینہ نے کہا: ایسا نہ ہو کہ اس کے پیچھے کوئی اور تمہارا متلاشی ہو، تم میں سے کچھ لوگ اس کی طرف جائیں، چنانچہ ان میں سے چار آدمی میری طرف بڑھنے لگے، وہ پہاڑ پر چڑھے، میں نے انہیں آواز دی جانتے ہو میں کون ہوں؟ انہوں نے پوچھا: کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں اکوع کا بیٹا ہوں، اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرۂ انور کو مکرم فرمایا ہے تم میں سے کوئی شخص مجھے نہیں پا سکتا اور میں جسے چاہوں وہ مجھ سے نہیں بچ سکتا۔ ان میں سے ایک کہنے لگا میرے خیال میں یہ سچ کہہ رہا ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ابھی اپنی جگہ پر بیٹھنے نہ پایا تھا کہ میں نے درختوں کے درمیان سے رسول اللہ ﷺ کے شہسواروں کو دیکھا، حضرت اخرم الاسدی رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کے شہسوار حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ تھے، مشرک بھاگ کھڑے ہوئے، میں پہاڑ سے اتر کر اخرم رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گیا اور ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا: اخرم! ان لوگوں سے بچو کہیں وہ آپ کو قابو میں نہ کر لیں، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی آمد کا انتظار کرو۔

حضرت اخرم رضی اللہ عنہ نے کہا: سلمہ! اگر آپ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جنت اور جہنم حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہوں۔ میں نے ان کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی، وہ عبد الرحمٰن بن عیینہ سے جا ٹکرائے وہ ان پر پلٹ پڑا، دونوں ایک دوسرے پر نیزوں سے وار کرنے لگے، حضرت اخرم رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن کو زخمی کر دیا، عبد الرحمٰن نے نیزے کا وار کر کے ان کو شہید کر دیا۔ عبد الرحمٰن، حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا، اتنے میں حضرت

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن کے مقابل آگئے اور باہم نیزہ بازی ہونے لگی، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو زخم لگا لیکن انہوں نے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا اور حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

میں برابر مشرکوں کے پیچھے بھاگتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کا غبار بھی نظر نہ آتا تھا۔ مشرک ذوقرد نام کے ایک چشمے پر پہنچے انہوں نے وہاں پانی پینے کا ارادہ کیا لیکن مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ لیا تو اس سے ہٹ گئے اور ایک گھاٹی ثنیہ ذی دبر میں پناہ لی، آفتاب غروب ہو گیا، میں نے ایک آدمی کو جا لیا اسے تیر مارا اور کہا: یہ لے، میں ابن الاکوع ہوں، آج کا دن قابل ملامت لوگوں کے لئے باعثِ مصیبت ہے۔

اس نے کہا: اے میری ماں کے رلانے والے! کیا تم صبح والے ابن الاکوع ہو؟ میں نے کہا: ہاں! اے دشمنِ جان، یہ وہی شخص تھا جسے میں نے صبح کو تیر مارا تھا، میں نے اسے ایک اور تیر مارا، دونوں تیر اسے لگے، وہ لوگ گھوڑے چھوڑ کر بھاگ گئے، میں گھوڑوں کو ہانکتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا، آپ اس وقت ذی قرد کے اسی چشمہ پر تھے جس سے میں نے ان لوگوں کو بھگایا تھا، رسول اللہ ﷺ پانچ سو اصحاب کے ہمراہ تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ کو ذبح کیا تھا جو میں پیچھے چھوڑ گیا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اونٹ کی کلیجی اور کوہان بھون رہے تھے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں اور اپنے اصحاب میں سے ایک سو منتخب افراد میرے ساتھ کر دیں تو میں کافروں پر شب خون ماروں اور ان میں سے کسی خبر دینے والے کو بھی زندہ باقی نہ رہنے دوں۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: سلمہ! کیا تم ایسا کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت و کرامت سے سرفراز فرمایا ہے، میں یہی چاہتا ہوں۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (میرا یہ جواب سن کر) رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کہ میں نے آگ کے روشنی میں آپ کی مبارک داڑھیں دیکھ لیں۔

پھر فرمایا: اس وقت وہ لوگ بنوغطفان کے علاقہ میں مہمانی کھا رہے ہوں گے۔

غطفان کے ایک آدمی نے آکر بتایا: وہ لوگ فلاں غطفانی کے پاس پہنچے تو اس نے ان لوگوں کے لئے اونٹ ذبح کیا، یہ لوگ اس کی کھال اتار رہے تھے کہ انہوں نے غبار دیکھا تو اونٹ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (وہ سمجھے کہ مسلمان ان کے تعاقب میں آ رہے ہیں)۔

صبح کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج ہمارا بہترین شہ سوار ابوقتادہ اور بہترین پیادہ سلمہ بن الاکوع ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَاَعْطَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سَهْمَ الرَّاجِلِ وَ الْفَارِسِ ثُمَّ اَرْدَفَنِیْ وَرَاءَهُ عَلَى الْعَضْبَآءِ رَاجِعِيْنَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ (۱۱۲)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے غنیمت میں سے سوار اور پیادے کا حصہ عطا فرمایا، اور مدینہ منورہ کی طرف واپس آتے ہوئے آپ نے مجھے اپنی عضباء نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کر لیا۔

واپسی کے سفر میں ایک انصاری نے جن سے دوڑ میں کوئی آگے نہیں نکل سکتا تھا، کہا: کوئی ہے جو مدینہ طیبہ تک میرے ساتھ دوڑے، میں نے اس سے کہا: تمہیں کسی کی بزرگی کا بھی لحاظ ہے؟ انصاری نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کی بزرگی کا لحاظ نہیں، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے اس کے ساتھ دوڑنے کی اجازت مرحمت فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی، وہ اونٹنی پر سے کود پڑے اور اس انصاری جوان کے پیچھے دوڑے، دو دفعہ راستہ میں دم لیا، پھر اس کا

۱۱۲۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب غزوہ ذی قرد و غیرها، رقم الحدیث: ۴۶۷۷

پیچھا کرنے لگے، بالآخر اس انصاری کو پکڑ لیا اور ان کے شانوں کے درمیان مکا مار کر کہا: اللہ کی قسم! اب میں آگے نکلا، اس نے کہا: میرا بھی یہی خیال ہے، پھر میں اس سے پہلے مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ (۱۱۳)

حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے کئی بار مجھے اپنی سواری پر پیچھے سوار فرمایا، کئی بار میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور میرے ہاتھوں کی انگلیوں کی تعداد کے برابر میرے لئے اور میری اولاد کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ (۱۱۴)

حضرت مرداس بن مویلک الغنوی رضی اللہ عنہ جب اپنی قوم کا وفد لے کر حاضر خدمت ہوئے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں گھوڑا پیش کیا۔ (الاصابہ، ج۶ص۵۹، رقم: ۷۹۰۸)

۱۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، غزوہ ذی قرد و غیرها، رقم الحدیث: ۴۶۷۷۔
صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ ذی قرد، رقم الحدیث: ۴۱۹۴
۱۱۴۔ معرفة اسامی ارداف النبی ﷺ، ج۱ص۵۵

حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن عمیر بن عامر بن الاقیشر بن عبداللہ بن حبیب بن یسار بن ناجیہ بن عمرو بن الحارث بن کثیر بن ہند بن طابخہ بن لحیان بن ہذیل الھذلی، بنو ہذیل کے قبیلہ کے شرفاء سے تعلق رکھتے ہیں، بصرہ میں اقامت پذیر ہوئے۔

آپ سے صرف آپ کے بیٹے ابوالملیح رضی اللہ عنہ نے احادیث روایت کی ہیں، اصحاب سنن، امام احمد، ابوعوانہ، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے آپ سے روایت کردہ احادیث ذکر کی ہیں۔

مسند امام احمد میں ابوالملیح سے مروی ایک حدیث میں ہے: میں بصرہ میں تھا، رات کو بارش کے دوران میں عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں گیا، واپس آکر میں نے گھر کا دروازہ کھلوایا تو میرے والد نے فرمایا: صلح حدیبیہ کے دنوں میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ایک رات معمولی بارش ہوئی جس سے ہماری جوتیوں کے تلوے بھی تر نہ ہوئے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے منادی نے پکار کر کہا: اپنے ٹھکانوں میں نماز ادا کرلو۔ (۱۱۵)

O

حضرت ابوالملیح اپنے والد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا:

كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَثَرَ بَعِيْرُنَا فَقُلْتُ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَإِنَّهُ يَعْظُمُ حَتّٰى يَصِيْرَ مِثْلَ الْبَيْتِ وَ لٰكِنْ قُلْ

۱۱۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۶ص۱۷، رقم: ۲۰۱۸۱، ۲۰۱۸۴

بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يَصْغُرُ حَتّٰى يَصِيْرَ مِثْلَ الذُّبَابِ (۱۱۶)

میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا کہ ہمارا اونٹ ٹھوکر کھا کر گرا، میں نے کہا: شیطان کے لئے ہلاکت ہو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ نہ کہو "شیطان کے لئے ہلاکت ہو" کیونکہ جب تم یہ کہتے ہو شیطان بڑا بنتا ہے، یہاں تک کہ وہ (تکبر میں) گھر جتنا بڑا ہو جاتا ہے لیکن تم بسم اللہ کہو، یہ قول شیطان کو ذلیل کر دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ مکھی جیسا (حقیر و ذلیل) ہو جاتا ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل میں یہ الفاظ مروی ہے: جب تم "تَعِسَ الشَّيْطَان" کہتے ہو تو شیطان بڑا بنتا ہے اور کہتا ہے "مجھے اپنی عزت کی قسم! میں نے تجھے پچھاڑ دیا ہے، اور جب تم "بسم الله" کہتے ہو تو اسے مکھی کی طرح کم مایہ کر دیتے ہو۔ (۱۱۷)

۱۱۶۔ اسد الغابه، ج۱، ص۹۴، ۹۵، رقم: ۸۶۔ الاستيعاب، ج۱، ص۷۸، رقم: ۲۲

۱۱۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۶، ص۶۷، رقم: ۲۰۱۶۷

حضرت عقبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ عنہ

ابو حماد حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن عَبَس بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن مودودعہ بن عدی بن غنم بن الربعۃ بن رشدان بن قیس بن جہینہ الجہنی، عظیم المرتبت صحابی ہیں، علم میراث اور فقہ کے ماہر، فصیح اللسان اور قادر الکلام شاعر تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کے بعد دولتِ ایمان سے مشرف ہوئے، خود بیان فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کی خبر ملی، میں اپنی بکریاں چراتا تھا، میں نے بکریاں چھوڑ دیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! مجھے بیعت فرمائیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے اپنے بارے میں بتایا، آپ نے پوچھا: دیہات میں رہنے والوں کی بیعت یا ہجرت کی بیعت؟ میں نے عرض کیا ہجرت کی بیعت، پھر آپ نے مجھے بیعت فرمالیا۔

رسول اللہ ﷺ نے کئی بار آپ کو زکوٰۃ کی وصولی کے روانہ فرمایا۔ (۱۱۸)

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ دورانِ سفر رسول اللہ ﷺ کی سواری کے خچر کو ہانکا کرتے تھے۔ غزوۂ اُحد اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آپ شام اور مصر کی فاتح افواج میں شامل رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح دمشق کی خبر لانے والے آپ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں مصر کے والی رہے۔

حضرت ابن عباس، ابوایوب انصاری، ابوامامہ الباھلی، جابر اور مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہم جیسے عظیم القدر صحابہ کرام نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

۵۸ھ میں مصر ہی میں آپ نے وفات پائی اور مصر کے مشہور قبرستان مقطم میں

۱۱۸۔ صحيح البخاری، كتاب المظالم و الغصب، رقم الحديث: ۲۴۶۱، کتاب الادب، رقم الحدیث: ۶۱۳۷۔ صحيح مسلم، كتاب اللقطة، رقم الحديث: ۱۷۲۷

آپ کی تدفین عمل میں آئی۔(۱۱۹)

O

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کو ہانک رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عقبہ! کیا تم سوار نہیں ہو گے؟ میں نے اسے بہت بڑی بات سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہوں، آپ نے پھر ارشاد فرمایا: اے عقبہ! کیا تو سوار نہیں ہوگا؟ حضرت عقبہ نے فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہیں یہ گناہ اور معصیت نہ ہو، حضرت عقبہ بیان کرتے ہیں:

فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ رَكِبْتُ هُنَيْئَةً ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ قَالَ يَا عُقَيْبُ اَلَا اُعَلِّمُكَ سُوْرَتَيْنِ مِنْ خَيْرِ سُوْرَتَيْنِ قَرَءَ بِهِمَا النَّاسُ؟

یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر آئے اور میں آہستہ آہستہ سوار ہوا، پھر آپ ﷺ بھی سوار ہو گئے اور مجھ سے فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تجھے ایسی دو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں جنہیں لوگ پڑھتے ہیں؟

میں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ! تو آپ نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھائی، پھر جب نماز صبح کھڑی ہوئی تو آپ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور اس میں یہی دو سورتیں پڑھیں، پھر آپ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے عقیب! تیرا کیا خیال ہے؟ جب بھی سونے لگو اور جاگو یہ دو سورتیں پڑھا کرو۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ان سورتوں کا پڑھنا نہیں چھوڑوں گا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان سورتوں کی قرأت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔(۱۲۰)

۱۱۹۔ الطبقات الکبریٰ، ج۷ص۳۴۵، رقم:۴۰۱۲۔ الاستیعاب، ج۳ص۱۰۷۳، رقم:۱۸۲۴۔ اسد الغابہ، ج۳ص۵۴۹، ۵۵۰، رقم:۳۷۰۵۔ الاصابہ، ج۴ص۴۲۹، ۴۳۰، رقم:۵۶۱۷

۱۲۰۔ مسند امام احمد بن حنبل (حدیث عقبہ بن عامر الجهنی رضی الله عنه)، رقم الحدیث:۱۶۸۴۵، ۱۶۸۹۹، ۱۶۹۴۱، ۱۶۹۹۹

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما

ابو عبداللہ حضرت جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سَلَمی رضی اللہ عنہما، عظیم القدر صحابی ہیں، کم سنی میں اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، کم سنی کی وجہ سے غزوۂ بدر اور احد میں شریک نہیں ہوئے، بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، خود فرمایا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس اکیس غزوات میں شرکت فرمائی، میں ان میں سے انیس غزوات میں شریک رہا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے مجھے مغموم اور پریشان دیکھ کر فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے والد شہید ہو گئے اور وہ قرض اور اولاد چھوڑ گئے ہیں (۱۲۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شہید سے پردہ کی اوٹ سے کلام فرمایا ہے اور تمہارے والد سے بلاحجاب کلام فرمایا ہے، اور یہ فرمایا: اے میرے بندے! مجھ سے جو مانگنا ہے مانگو میں تجھے عطا فرماؤں گا، انہوں نے سوال کیا کہ اے اللہ! مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا فیصلہ ہے کہ لوگ دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے، انہوں نے عرض کیا: اچھا تو پھر جو لوگ میرے پیچھے ہیں ان تک میرا حال پہنچا دے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ

۱۲۱۔ مسند امام احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میری سات بہنیں تھیں (رقم الحدیث:۱۴۵۸۰) اور میرے والد بیس وسق کھجوروں کا قرضہ چھوڑ گئے تھے (مسند امام احمد، رقم الحدیث:۱۴۵[illegible])

لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (۱۲۲)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں شعور نہیں ۔ (۱۲۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے میرے تھکے ماندے اونٹ کا مجھ سے سودا کیا اور اس رات رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے پچیس مرتبہ مغفرت کی دعا کی ۔ (۱۲۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا شمار مکثرین فی الحدیث میں ہوتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث مروی ہیں۔ مسجد نبوی شریف میں آپ کا علمی حلقہ ہوتا تھا۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، چورانوے سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے، سن وفات میں اختلاف ہے ۷۴ھ یا ۷۷ھ۔

مدینہ کے گورنر حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، آپ مدینہ طیبہ میں فوت ہونے والے آخری عقبی صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ (۱۲۵)

O

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهٗ فَجَعَلْتُ فَمِیْ عَلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَجَعَلَ یَنْفَخُ عَلَیَّ مِسْكًا وَ لَقَدْ حَفِظْتُ مِنْهُ تِلْكَ اللَّیْلَةَ سَبْعِیْنَ حَدِیْثًا مَا سَمِعَهَا مَعِیْ

۱۲۲۔ البقرہ:۱۵۴

۱۲۳۔ سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث:۳۰۱۰

۱۲۴۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث:۳۸۵۲

۱۲۵۔ الاستیعاب، ج۱ص۲۱۹، ۲۲۰، رقم:۲۸۶۔ اسد الغابہ، ج۱ص۳۵۱، ۳۵۲، رقم:۶۴۷۔ الاصابہ، ج۱ص۵۴۶، ۵۴۷، رقم:۱۰۲۸

اَحَدٌ (۱۲۶)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے سوار کرلیا، میں نے اپنا منہ مہر نبوت پر رکھا تو مجھے مشک کی خوشبو آنے لگی، اس رات میں نے رسول اللہ ﷺ سے ستر احادیث یاد کیں جسے میرے ساتھ کسی اور نے نہیں سنا۔

O

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَرْدَفَنِی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهٗ فَجَعَلْتُ فَمِیْ عَلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَجَعَلَ یَنْفَخُ عَلَیَّ مِسْكًا (۱۲۶ب)

نبی کریم ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے سوار کرلیا، میں نے اپنا منہ مہر نبوت پر رکھا تو مجھے مشک کی خوشبو آنے لگی۔

۱۲۶۔ معرفة اسامی ارداف النبی ﷺ، ج۱ص۵۷۔ تاریخ ابن عساکر، ج[illegible]

۱۲۶ب۔ الخصائص الکبری، ج۱ص۱۰[illegible]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدَی بن سعد بن علی بن اسد بن سارده بن زید بن جشم بن الخزرج رضی اللہ عنہ۔ انصاری، خزرجی صحابی ہیں۔

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی، ان ستر انصار میں سے ہیں جنہوں نے بیعت عقبہ کا شرف حاصل کیا، اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی۔

آپ ان چار صحابہ کرام میں شامل ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جن سے قرآن کریم سیکھنے کا حکم فرمایا۔ (۱۲۷)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **اعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل** ''میری امت میں حلال اور حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں''۔ (۱۲۸)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ان چار انصاری صحابہ میں شامل ہیں جنہوں نے عہدِ رسالت مآب میں قرآن جمع کیا تھا۔ (۱۲۹) رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بہترین شخص (**نعم الرجل**) قرار دیا۔ (۱۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما

۱۲۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۲۹۲، ۲۹۳، رقم الحدیث: ۶۷۴۷، ۶۷۵۱

۱۲۸۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل و زید بن ثابت الخ، رقم الحدیث: ۳۷۹۰، ۳۷۹۱

۱۲۹۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل و زید بن ثابت الخ، رقم الحدیث: ۳۷۹۴

۱۳۰۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل و زید بن ثابت الخ، رقم الحدیث: ۳۷۹۵

کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یمن کے علاقہ جند روانہ فرمایا، جہاں آپ لوگوں کو قرآن اور شرائع اسلام کی تعلیم دیتے اور ان کے درمیان مقدمات کے فیصلے فرماتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۱۷ ہجری یا ۱۸ ہجری میں طاعون عمواس میں تینتیس یا چونتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ (۱۳۱)

O

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُهٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَامُعَاذُ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَامُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ سَعْدَیْکَ ثَلاثاً

نبی کریم ﷺ سواری پر تھے اور حضرت معاذ بن جبل آپ ﷺ کے ردیف تھے، آپ نے فرمایا: اے معاذ، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، آپ نے پھر فرمایا: اے معاذ! انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں، تین مرتبہ حضور ﷺ نے ایسا کیا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صدق دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوزخ پر حرام فرما دے گا، (حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ) نے

۱۳۱۔ انتخاب از طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۲۷۱ تا ۲۷۳۔ الاستیعاب، ج ۳، ص ۱۴۰۲ تا ۱۴۰۷، رقم: ۲۴۱۶۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۴۰۰ تا ۴۰۳، رقم: ۴۹۵۳۔ الاصابہ، ج ۶، ص ۱۰۷ تا ۱۰۹، رقم: ۸۰۵۵

عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنا دوں؟ آپ نے فرمایا: پھر لوگ اسی پر بھروسہ کرلیں گے (اور نیک اعمال سے ہاتھ اٹھالیں گے) پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت گناہ سے بچنے کے لئے یہ حدیث بیان کردی۔ (۱۳۲)

O

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَامُعَاذُ هَلْ تَدْرِيْ حَقَّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

میں عفیر نامی دراز گوش پر نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ نے فرمایا: اے معاذ! تم جانتے ہو، اللہ کا اپنے بندوں پر اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے، جنہوں نے کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا: نہیں، انہیں یہ خوش خبری نہ سناؤ ورنہ وہ بھروسہ کرکے رہ جائیں گے۔ (۱۳۳)

۱۳۲۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من خص بالعلم قوماً دون قوم کراهية ان لا يفهموا ،رقم الحدیث:۱۲۸۔صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علیٰ ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً ،رقم الحدیث:۱۴۸

۱۳۳۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السير، باب اسم الفرس و الحمار ، رقم الحدیث:۲۸۵٦۔صحیح مسلم، کتاب الایمان ، باب الدلیل علیٰ ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً،رقم الحدیث:۱۴۴

O

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَا اَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ اِلَّا اٰخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَامُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ

اسی دوران کہ میں سواری پر نبی کریم ﷺ کا ردیف تھا، میرے اور آپ کے درمیان صرف کجاوے کی پچھلی لکڑی تھی کہ آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں یارسول اللہ! کچھ دیر چلنے کے بعد پھر آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں یارسول اللہ، پھر کچھ دیر چلنے کے بعد آپ نے فرمایا: اے معاذ!، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، پھر آپ کچھ دیر تک سفر کرتے رہے، پھر فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کی فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: جب بندے یہ کام کرلیں تو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا: بندوں کا اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ (۱۳۴)

۱۳۴۔ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ارداف الرجل خلف الرجل ،رقم الحدیث:۵۹٦۷۔صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً،رقم الحدیث:۱۴۳۔مسند امام احمد، ج٦ ،رقم الحدیث:۲۱۵۵۳

مسند امام احمد بن حنبل میں ابو العوّام کی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں سرخ اونٹ پر سواری مذکور ہے، اور حدیث کے آخری جملے ہیں: بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرما دے اور ان کو جنت میں داخل فرما دے۔(۱۳۵)

حضرت عبداللہ بن بسر المازنی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میرے والد نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا، آپ سفید رنگ کے خچر پر ہمارے ہاں تشریف لائے، ہم نے کھانا، میٹھا اور کھجوریں پیش کیں، کھانے کے بعد مشروب حاضر کیا، آپ نے مشروب نوش فرمانے کے بعد باقی ماندہ مشروب اپنی دائیں جانب موجود شخص کو عطا فرما دیا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے خچر پر سوار ہوئے، میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہمارے لئے دعا فرمایئے، آپ نے دعا دی: اے اللہ! تو اپنے عطا فرمودہ رزق میں سے ان کو برکت عطا فرما، ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحمت نازل فرما۔

(مسند امام احمد بن حنبل (حدیث عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ)،
رقم الحدیث: ۱۷۲۲۲، ۱۷۲۳۰، ۱۷۲۳۱، ۱۷۲۴۲)

۱۳۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۳۰۹، رقم: ۲۱۵۳۵

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوطلحہ زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار رضی اللہ عنہ، مشہور انصاری، خزرجی نجاری صحابی ہیں، ان ستر انصار میں شامل ہیں جن کو بیعت عقبہ ثانیہ میں شرکت کا شرف حاصل ہوا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو آپ کا بھائی قرار دیا تھا۔(۱۳۶)

غزوۂ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے، ماہر تیر انداز تھے، غزوہ احد میں مسلمانوں کے انتشار کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈھال بن کر اس قدر تیر چلائے کہ آپ کے ہاتھ سے دو یا تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔(۱۳۷)

قرآن مجید کی آیت کریمہ:

وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (۱۳۸)

اور وہ (دوسروں کو) اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود انہیں شدید حاجت ہو اور جو اپنے نفس کو بخل سے بچا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

کا شانِ نزول آپ کی بے نظیر مہمان نوازی بنی۔(۱۳۹)

حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک منڈوایا اور بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیئے تا کہ وہ بطور تبرک لوگوں میں تقسیم کر دیں۔(۱۴۰)

۱۳۶۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مؤاخاۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۴۶۲

۱۳۷۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب ابی طلحة رضی الله عنه، رقم الحدیث: ۳۸۱۱

۱۳۸۔ الحشر: ۹

۱۳۹۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب اکرام الضیف و فضل ایثارہ، رقم الحدیث: ۳۵۶۱

۱۴۰۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان ان السنة یوم النحر ان یرمی ثم ینحر ثم یحلق الخ، رقم الحدیث: ۳۱۵۵

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہی نے آپ کے لئے لحد تیار کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ شام میں سکونت پذیر ہوئے، بقول حضرت انس رضی اللہ عنہ کے عیدین، سفر اور بیماری کے علاوہ کبھی روزہ نہیں چھوڑا۔

زندگی کے آخری ایام میں ایک بحری مہم میں جہاد کے لئے روانہ ہوئے، جہاز ہی میں آپ کا انتقال ہوگیا، سات روز کے بعد جہاز جزیرے کے کنارے لگا، آپ کی میت سات روز کے بعد بھی روز اول کی طرح تر و تازہ تھی، وہی جزیرہ آپ کا مدفن اور آخری آرام گاہ بنا، رضی اللہ عنہ۔ معتمد قول کے مطابق ۵۱ ہجری آپ کا سن وفات ہے۔ (۱۴۱)

O

امام محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری اپنی سند سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ (۱۴۲)

غزوۂ خیبر کے دن میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا۔

۱۴۱۔ انتخاب از طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۸۲ تا ۳۸۵۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ج ۲، ص ۵۵۳ تا ۵۵۵، رقم: ۸۵۰۔ اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ، ج ۲، ص ۱۵۰، ۱۵۱، رقم: ۱۸۴۳۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج ۲، ص ۵۰۲ تا ۵۰۴، رقم: ۹۲۱۲

۱۴۲۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۸۵، رقم: ۱۷۸

حضرت ابوالدرداء عویمر بن زید بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوالدرداء عویمر بن زید بن قیس بن امیہ بن عامر بن عدی بن کعب بن الخزرج رضی اللہ عنہ، خزرجی انصاری صحابی ہیں، آپ کا شمار فاضل و عاقل، فقیہ و حکیم صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ طبقات ابن سعد میں آپ کے اسلام قبول کرنے کا دلچسپ واقعہ لکھا ہے، آپ کی مشہور انصاری شاعر صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے بھائی بندی تھی، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے لوگ مسلمان ہو چکے تھے مگر ان کے ہاں ابھی تک بت موجود تھا، ایک روز حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تیشہ لے کر آئے اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے بت کو مارتے جاتے اور کہتے جاتے:

تبرأ من اسماء الشياطين كلها الا كل ما يدعى مع الله باطل

تمام شیطانوں کے ناموں سے بری ہوجاؤ سنو جسے بھی اللہ کے ساتھ پکارا جائے وہ باطل ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ گھر میں آئے تو ان کی بیوی نے انہیں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی کارروائی کے بارے میں بتایا، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ گہری سوچ میں پڑ گئے، پھر کہنے لگے اگر اس بت میں کوئی بھلائی ہوتی تو کم از کم اپنا دفاع تو کر لیتا، پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کرلیا۔

غزوۂ بدر میں شریک نہیں تھے، غزوۂ اُحد میں آپ کی شرکت کے بارے میں اختلاف ہے، ایک روایت کے مطابق آپ غزوۂ بدر کے روز مسلمان ہوئے اور غزوۂ اُحد اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے، بہرحال غزوۂ خندق اور اس کے بعد تمام

غزوات میں آپ کی شرکت یقینی ہے۔

شرحبیل بن عبید کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ اُحد میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو بہترین شہسوار قرار دیا تھا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پُر از حکمت اقوال بہت مشہور ہیں، رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے فرمایا: 'ھو حکیم من امتی'' ابوالدرداء میری امت کا دانش ور ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان الفارسی اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما میں مواخات قائم فرمائی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دمشق کے قاضی (جج) مقرر ہوئے، گورنر کی عدم موجودگی میں قائم مقام گورنر کی ذمہ داری سنبھالتے تھے۔

منصب قضا سنبھالا تو لوگ مبارک باد دینے آئے، آپ نے فرمایا تم مجھے مبارک باد دینے آئے ہو حالانکہ مجھے ایسی چوٹی پر چڑھا دیا گیا ہے جس کی گہرائی عدن سے بھی زیادہ طویل ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی دمشق کے قاضی رہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال پہلے ۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

بیماری میں لوگ عیادت کے لئے آئے پوچھا آپ کو کیا تکلیف ہے؟ فرمایا: گناہوں کی تکلیف ہے، پوچھا: کوئی خواہش؟ فرمایا: جنت، لوگوں نے کہا: آپ کے لئے طبیب نہ بلائیں، فرمایا: طبیب ہی نے تو مجھے سلایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور حضرت زید بن ثابت، حضرت عائشہ، حضرت ابو امامہ اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں۔

آپ سے آپ کے صاحبزادے بلال، آپ کی اہلیہ حضرت ام الدرداء، سوید بن غفلہ، جبیر بن نفیر اور علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات نے احادیث نقل

کی ہیں۔ (۱۴۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے قریب فرمایا: چار حضرات کے پاس علم تلاش کرو اور سب سے پہلے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ (۱۴۴)

O

حضرت عبداللہ بن ابی حبیبہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ:

كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قُلْتُ وَ اِنْ زَنٰى وَ اِنْ سَرَقَ قَالَ اِنْ زَنٰى وَ اِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِى الدَّرْدَاءِ (۱۴۵)

میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا، آپ نے فرمایا: ابو الدرداء! جس نے خلوص دل سے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی، میں نے کہا اگر چہ وہ زنا کرے اور اگر چہ وہ چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: اگر چہ وہ زنا کرے اور اگر چہ وہ چوری کرے، ابوالدرداء کی ناک کو غبار آلود کرتے ہوئے۔

۱۴۳۔ طبقات ابن سعد، ج ۷ ص ۲۷۴، ۲۷۶، ۲۷۷، رقم: ۳۶۹۷۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۱۲۲۷، ۱۲۳۰، رقم: ۲۰۰۶، ج ۴ ص ۱۶۴۶، ۱۶۴۸، رقم: ۲۹۴۰۔ اسد الغابہ، ج ۴ ص ۱۸، ۱۹، رقم: ۴۱۳۶، ج ۵ ص ۹۷، ۹۸، رقم: ۵۸۵۸۔ الاصابہ، ج ۴ ص ۶۲۱، ۶۲۲، رقم: ۶۱۳۲

۱۴۴۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۸۰۴

۱۴۵۔ معرفة اسامی ارداف النبی ﷺ، ج ۱ ص ۷۹

حضرت ابوامامہ صُدَیّ بن عجلان رضی اللہ عنہ

حضرت ابوامامہ صُدَیّ بن عجلان بن حارث بن عمرو بن وہب بن عریب بن وہب الباہلی رضی اللہ عنہ عظیم المرتبت صحابی ہیں، متعدد غزوات میں شریک ہوئے، طبرانی کی ایک ضعیف روایت سے آپ کا غزوۂ اُحد میں شریک ہونا ثابت ہے۔ ایک غزوہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! میرے لئے شہادت کی دعا فرمائیں، آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان کو سلامتی اور مالِ غنیمت عطا فرما۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی اور مالِ غنیمت عطا فرمایا، پھر آپ نے تیسرے غزوہ کی تیاری فرمائی تو میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں اس سے پہلے دو غزوات کے موقع پر آپ سے گزارش کر چکا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمائے، آپ نے دونوں بار ہمارے لئے سلامتی اور مالِ غنیمت کی دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی اور مالِ غنیمت عطا فرمایا، اب آپ میرے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا فرمائے، رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ان کو سلامتی اور مالِ غنیمت عطا فرما سو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی کے ساتھ مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیں، آپ نے فرمایا: روزے کو لازم رکھو یہ بے مثل عمل ہے۔ اس حدیث کے راوی رجاء بن حیوۃ بیان کرتے ہیں اس کے بعد حضرت ابوامامہ، ان کی اہلیہ اور ان کا خادم ہمیشہ روزہ سے ہوتے تھے، جب کبھی دن کے وقت ان کے گھر سے دھواں اٹھتا دکھائی دیتا تو دیکھنے والے سمجھ جاتے آج ان کے ہاں مہمان آئے ہیں۔(۱۳۶)

بیعت رضوان میں اپنی شرکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جب یہ آیت

۱۳۶۔ مسند امام احمد، ج ۶ ص ۳۳۰، رقم الحدیث: ۲۱۶۳۶، ۲۱۶۷۱، ۲۱۶۷۳، ۲۱۶۷۴

کریمہ نازل ہوئی:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (۱۴۷)

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوں جنہوں نے درخت کے نیچے آپ سے بیعت کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ

تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

فتح مکہ میں اپنی شرکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے نیچے موجود تھا، آپ نے بہترین خطبہ دیا، اس خطبہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا: اہل کتاب میں سے جو ایمان لایا اس کے لئے دہرا اجر ہے اور وہ تمام فوائد اور ذمہ داریوں میں ہمارا شریک ہوگا۔(۱۴۸)

حجۃ الوداع میں اپنی شرکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کیا اور رسول اللہ ﷺ کو ''الجدعاء'' اونٹنی پر سوار ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، میں اس وقت تیس سال کا تھا۔(۱۴۹)

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد پہلے مصر اور بعد ازاں حمص (شام) میں سکونت پذیر رہے۔

رسول اللہ ﷺ، اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابو عبیدہ

۱۴۷۔ الفتح ۱۸

۱۴۸۔ مسند امام احمد، ج ۶ ص ۳۴۶، رقم الحدیث: ۲۱۷۳۱

۱۴۹۔ مسند امام احمد، ج ۶ رقم الحدیث: ۲۱۶۵۷، ۲۱۷۵۵

حضرت معاذ، حضرت ابو الدرداء اور حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام سے احادیث روایت کی ہیں۔ تابعین کی کثیر تعداد نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت میں ۸۷ھ یا ۸۶ھ میں اکیانوے سال کی عمر میں شام میں فوت ہوئے۔ حضرت سفیان بن عیینہ کے بقول آپ شام میں فوت ہونے والے آخری صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ (۱۵۰)

O

حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رِدْفًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْطٰى كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهٗ وَ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (۱۵۱)

میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھا آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا فرمایا ہے، وارث کے لئے وصیت نہیں، بچہ صاحبِ بستر (شوہر) کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

۱۵۰۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۷ ص ۲۸۸، ۲۸۹، رقم: ۳۷۲۸۔ الاستیعاب، ج ۲ ص ۳۶۷، رقم: ۱۲۳۷۔ ج ۴ ص ۱۶۰۲، رقم: ۲۸۵۳۔ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۴۱۲، ۴۱۳، ۲۴۱۳، رقم: ۴۹۵۔ ج ۵ ص ۱۶، رقم: ۵۶۸۸۔ الاصابہ، ج ۳ ص ۳۳۹، ۳۴۰، رقم: ۴۰۷۹

۱۵۱۔ معرفة اسامی ارداف النبی ﷺ، ج ۱ ص ۷۸

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ارقم بن زید بن قیس بن النعمان بن مالک بن الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الخزرجی صحابی ہیں۔

آپ کی کنیت ابوعمر، ابو عامر، ابو سعد، ابو سعید یا ابو انیسہ تھی، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی کفالت میں رہے۔

غزوہ احد میں آپ کو کم سن قرار دے کر واپس بھیج دیا گیا، سب سے پہلے غزوہ المریسیع یا غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سترہ غزوات میں شرکت کی ہے، صرف دو غزوات میں میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہوا۔ (۱۵۲)

کوفہ میں سکونت اختیار کی، کندہ میں آپ کا گھر تھا، کوفہ ہی میں ۶۸ ہجری میں وفات پائی، حضرت ابن عباس، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم، ابو اسحاق السبیعی، ابن ابی لیلیٰ اور یزید بن حبان نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ (۱۵۳)

O

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ

۱۵۲۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب کم غزا النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۴۴۷۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان عدد عمر النبی ﷺ و زمانھن، رقم الحدیث: ۳۰۳۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۵ ص ۴۹۵، رقم الحدیث: ۱۸۷۹۶، ۱۸۸۲۹، ۱۸۸۴۷، ۱۸۸۵۱

۱۵۳۔ طبقات ابن سعد، ج ۶ ص ۹۶، رقم: ۱۸۳۸۔ الاستیعاب، ج ۲ ص ۵۳۵، رقم: ۸۳۷۔ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۱۳۴، رقم: ۱۸۱۹۔ الاصابہ ج ۲ ص ۴۸۷، ۴۸۸، رقم: ۲۸۸۰

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمارے ساتھ کچھ اعرابی بھی تھے، ہم پانی کی طرف جلدی پہنچنے کی کوشش کرتے تھے، اعرابی بھی پانی تک جلدی پہنچنے کی کوشش کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک اعرابی نے پانی پر قبضہ کر کے حوض بھر لیا اور اس کے ارد گرد پتھر رکھ دیئے اور اس پر چمڑا پھیلا دیا تا کہ اس کے ساتھی آ جائیں (اور پانی لیں) ایک انصاری آیا اور اپنی اونٹنی کو وہاں سے پانی پلانا چاہا، اعرابی نے روکا، انصاری نے پلانے پر زور دیا، اعرابی نے لکڑی اٹھا کر انصاری کے سر پر ماردی جس سے انصاری کا سر زخمی ہو گیا، یہ چونکہ عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کا ساتھی تھا اس نے عبداللہ کو تمام ماجرا سنایا، عبداللہ بن اُبی نے بگڑ کر کہا: ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں یہ (بھوک کے مارے خود ہی) بھاگ جائیں گے، یہ لوگ کھانے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ جاتے تھے (اور کھا لیا کرتے تھے) عبداللہ بن اُبی نے کہا: جب اعرابی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس سے چلے جائیں تب تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کھانا دیا کرو، تا کہ آپ اور آپ کے ساتھی کھالیں، پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: اب جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو جو عزت والے ہیں ذلیلوں کو نکال دیں گے۔

قَالَ زَيْدٌ وَ اَنَا رِدْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ (۱۵۴)

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف (ہم رکاب) تھا میں نے عبداللہ بن اُبی کی بات سن لی۔

میں نے اپنے چچا کو خبر دی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلایا، وہ مکر گیا اور قسم کھالی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سچا سمجھا اور مجھے جھوٹا قرار دیا، میرے چچا نے مجھ سے آ کر کہا: تو نے کیا

۱۵۴۔ جامع ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، سورۃ المنافقین، رقم: ۳۳۱۳

کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے ناراض ہوئے اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا جانا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا مجھے اتنا دکھ ہوا جتنا کسی کو نہ ہوا ہوگا، سخت غمگینی کی حالت میں، میں سر جھکائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے:

آپ نے میرا کان مروڑا اور میری طرف دیکھ کر ہنس دیئے، مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر مجھے دنیا میں ابدی زندگی مل جاتی تو بھی مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ میں نے جواب دیا آپ نے مجھ سے کچھ نہیں فرمایا: میرا کان مروڑا اور میری طرف دیکھ کر ہنس دیئے۔ انہوں نے فرمایا: خوش ہو جاؤ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس آ کر پوچھا، میں نے ان کو بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا جواب دیا، پھر جب صبح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ المنافقین کی تلاوت کی۔

حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہما

ابوالفضل (یا ابوعبداللہ/ ابوعبدالملک) حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما بن عبادہ بن دُلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ ساعدی، خزرجی، انصاری صحابی ہیں۔

آپ کا شمار رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر، صاحب رائے، معاملہ فہم، دور اندیش، جنگی چالوں کے ماہر، نہایت سخی اور بہادر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور دادا عُبادہ کی طرح ان کی حویلی جود وسخا کا مرکز تھی۔

صحیح البخاری میں ہے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے علم بردار تھے۔ (۱۵۵) صحیح البخاری ہی کی ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے ہاں وہ مقام تھا جو پولیس افسر کا امیر کے ہاں ہوتا ہے۔ (۱۵۶)

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے والد نے مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لئے مقرر کر دیا تھا، ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت دو رکعتیں پڑھ چکا تھا، آپ نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکر مار کر فرمایا: کیا میں تجھے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، ارشاد فرمائیے، آپ نے فرمایا: **لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** (۱۵۷)

۱۵۵۔ صحیح البخاری کتاب الجهاد و السیر، باب ما قیل فی لواء النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۲۹۷۴

۱۵۶۔ صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب الحاکم یحکم بالفضل علی من وجب علیه، رقم الحدیث: ۷۱۵۵۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۸۵۰

۱۵۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۵۰۵۴

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کے والد ماجد سعد رضی اللہ عنہ سے جھنڈا لے کر آپ کے حوالے فرما دیا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تین سو مجاہدین کا دستہ ساحل سمندر کی طرف روانہ کیا، میں بھی اس لشکر میں شامل تھا، ہمارا زادِ راہ ختم ہو گیا، آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر مجاہد کو کھانے کے لئے ہر روز ایک ایک کھجور ملا کرتی تھی، حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو ہر روز تین تین اونٹ ذبح کرنے لگے، تین دن بعد سالارِ لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کر دیا۔ (۱۵۸)

دوسری روایات میں ہے حضرت قیس رضی اللہ عنہ چونکہ گرد و نواح کے قبائل سے ادھار لے کر مجاہدوں کے لئے اونٹ ذبح کر رہے تھے، اس لئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر سنائی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: سخاوت تو اس گھرانے کی عادت ہے۔

جنگ جمل، صفین اور نہروان میں حضرت قیس رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں شامل تھے۔

کچھ عرصہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے گورنر رہے، حضرت علی کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے، آپ کا شمار مدنی صحابہ میں ہوتا ہے۔

آپ سے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہیں، جن میں حضرت انس، حضرت ثعلبہ بن ابی مالک، حضرت ابومیسرہ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور عروہ رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کے چہرے اور داڑھی میں کوئی بال نہیں تھا،

۱۵۸۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ۴۳۶۱

انصار کہا کرتے تھے اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم اپنے اموال خرچ کر کے قیس کے لئے داڑھی کے بال خرید لیتے۔(۱۵۹)

حضرت قیس رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ۵۹ھ یا ۶۰ھ میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔رضی اللہ عنہ(۱۶۰)

O

عمرو بن شرحبیل بن قیس بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر پر تشریف لائے اور دروازے کے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہلکی آواز سے سلام کا جواب دیا، آپ نے دوسری مرتبہ سلام کیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی طرح ہلکی آواز سے جواب دیا، آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ سلام کیا اور حضرت سعد نے تیسری مرتبہ بھی ہلکی آواز میں جواب دیا، رسول اللہ ﷺ واپس جانے کے لئے مڑے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم میں آپ کا سلام سن رہا تھا اور ہلکی آواز میں آپ کے سلام کا جواب بھی دے رہا تھا تاکہ آپ ہمیں اور زیادہ سلام کریں، یارسول اللہ! تشریف لائیں، رسول اللہ ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے، آپ کے لئے پانی رکھا گیا، آپ نے غسل فرمایا، فارغ ہو کر آپ نے دست مبارک بلند فرما کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ اور انصار کے لئے دعا فرمائی، پھر آپ نے کھانا تناول فرمایا، جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دراز گوش حاضر کیا اور اپنے بیٹے قیس رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیجا

۱۵۹۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح رحمہ اللہ کے چہرے اور داڑھی میں کوئی بال نہ تھا۔

۱۶۰۔ الاستیعاب، ج۳ص۱۲۸۹۔۱۲۹۳، رقم:۲۱۳۴۔ اسد الغابہ، ج۴ص۱۱۹۔۱۲۱، رقم:۴۳۴۸۔ الاصابہ، ج۵ص۳۵۹۔۳۶۱، رقم:۷۱۹۳

تاکہ دراز گوش کو واپس لے آئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے آگے بٹھا دو، حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے سبحان اللہ! اے اللہ کے نبی! میں اسے آپ کے آگے بٹھا دوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ هُوَ اَحَقُّ بِصَدْرِ حِمَارِهٖ قَالَ هُوَ لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ احْمِلْهُ اِذًا خَلْفِیْ (۱۶۱)

ہاں، وہ اپنے دراز گوش پر (بہ حیثیت مالک کے) آگے سوار ہونے کا زیادہ حق دار ہے، سعد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یارسول اللہ! اب یہ (دراز گوش) آپ کا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو پھر اسے میرے پیچھے سوار کر دو۔

حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بعثت سے پہلے ان کی نبی کریم ﷺ سے جان پہچان تھی، جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی وہ آپ کی خدمت میں بطور تحفہ عمدہ قسم کا اونٹ لے کر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ وہ بولے نہیں، آپ نے ان کا تحفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں مشرکوں کا تحفہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عیاض رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا تحفہ قبول فرما لیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث عیاض بن حمار المجاشعی)، رقم الحدیث: ۱۷۰۴۸۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۷ ص ۲۵۔۲۶، رقم: ۲۸۵۸)

۱۶۱۔ معرفة اسامی ارداف النبی ﷺ، ج ۱ ص ۸۶۔۸۷۔ روایت کے بعض حصے مسند امام احمد، رقم الحدیث: ۱۵۰۵۰ سے لئے گئے ہیں۔

حضرت ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن الضحاک بن امیہ بن ثعلبہ بن جُشم بن مالک بن سالم بن عمرو بن عوف بن الخزرج انصاری خزرجی صحابی ہیں، ابوزرعہ الرازی نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔ (۱۶۲) ابوزید یا ابویزید کنیت تھی، غزوہ بدر، احد، خندق میں شریک رہے، ان خوش نصیب صحابہ کرام میں شامل ہیں جن کو بیعت رضوان میں شرکت کا شرف حاصل ہوا۔

پہلے شام اور پھر بصرہ میں سکونت پذیر رہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ایام میں فوت ہوئے، عمرو بن علی نے آپ کا سن وصال ۴۵ ہجری بتایا ہے۔

O

ابوبکر بن ابی الاسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ثَابِتُ بْنِ الضَّحَاكِ رَدِيفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَ دَلِيْلَهُ اِلٰى حَمْرَاءِ الْاَسَدِ يَوْمَ اُحُدٍ وَ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ (۱۶۳)

حضرت ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے روز رسول اللہ ﷺ کے ردیف، اور غزوۂ احد کے روز حمراء الاسد (۱۶۴) تک آپ کے دلیل (گائیڈ) تھے، اور آپ ﷺ ان صحابہ میں شامل ہیں جنہوں نے بیعت رضوان کی۔

۱۶۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کو اوسی اشہلی لکھا ہے اور آپ کا یہ نسب بیان کیا ہے: ثابت بن الضحاک بن خلیفہ بن ثعلبہ بن عدی بن کعب بن عبدالاشہل۔ الاصابہ، ج۱، ص۵۰۷، رقم:۸۹۶

۱۶۳۔ الاستیعاب، ج۱، ص۲۰۵، رقم:۲۵۷۔ اسد الغابہ، ج۱، ص۳۱۰، رقم:۵۵۸

۱۶۴۔ حمراء الاسد مدینہ طیبہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے، غزوہ احد کے دوسرے دن رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کے تعاقب میں مسلمان مجاہدین کے ساتھ وہاں تک تشریف لے گئے تھے۔

حضرت ابوایاس رضی اللہ عنہ

حضرت ابوایاس بن سہل ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ کا تعلق بنوساعدہ سے تھا۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوایاس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

كُنْتُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ قُلْ قُلْتُ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: قُلْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، حَتّٰى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ: قُلْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا اَيَاسٍ مَا قَرَءَ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ (۱۶۵)

میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: کہو، میں نے عرض کیا: کیا کہوں؟ فرمایا: کہو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، پوری سورۃ، پھر فرمایا: کہو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پھر ارشاد فرمایا: اے ابوایاس! لوگوں نے ان جیسی (فضیلت والی) سورتیں نہیں پڑھیں۔

۱۶۵۔ اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ، ج۵، ص۲۴، رقم:۵۷۰۵۔ الاصابہ فی تمییز الصحابة، ج۷، ص۲۱، رقم:۹۵۶۸۔ یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے، الدر المنثور، ج۶، ص۴۱۶، اذکار نوویہ، ص۷۲۔ عمل الیوم و اللیلة ابن السنی، ص۷۹

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ

ابوعبداللہ حضرت خوات بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرؤ القیس (بُرَک) بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ غزوۂ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ مشہور شہ سوار ہیں، حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ میں شامل تھے، غزوۂ اُحد میں رسول اللہ ﷺ نے جبل عینین پر جس دستہ کو مقرر فرمایا تھا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس دستہ کے کماندار تھے۔ اسی غزوہ میں قریش کے سوار دستہ کے حملے کے نتیجے میں نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے، مشرکوں نے آپ کی لاش کو مُثلہ کر دیا تھا۔

حضرت خوات رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے جب مقام بدر سے ایک منزل پہلے وادی الصفراء میں پہنچے، پنڈلی پر پتھر لگنے سے شدید زخمی ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے آپ کو واپس بھیج دیا اور مالِ غنیمت اور اجر میں ان کو شریک رکھا۔

دورِ جاہلیت میں خوات رضی اللہ عنہ کا ذات النِّحْیَیْن والا واقعہ بہت مشہور ہوا، یہاں تک کہ اسے عربی ادب میں ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہوگئی، اہل علم اس قصہ سے بخوبی واقف ہیں۔

حضرت خوات رضی اللہ عنہ خوش طبع آدمی تھے، اپنا قصہ سناتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے ایک منزل دور مرالظہران میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، میں اپنے خیمہ سے نکلا میں نے دیکھا چند عورتیں باہر بیٹھی باتیں کر رہی ہیں، مجھے ان کی مجلس بہت اچھی لگی میں واپس اپنے خیمے میں آیا اپنا حلّہ نکال کر پہنا اور عورتوں کی مجلس کے قریب جا بیٹھا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے، میں آپ

کو دیکھ کر گھبرا گیا اور بدحواسی میں میرے منہ سے یہ جملہ نکل گیا کہ یا رسول اللہ! میرا اونٹ سرکش ہو گیا ہے اس کے لئے بیڑی تلاش کر رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ آگے چل دیئے میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا، آپ نے اپنی چادر میری طرف پھینکی اور قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، آپ نے وضو کیا، وضو کا پانی آپ کی ریش مبارک سے آپ کے سینہ پر بہہ رہا تھا، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: ابوعبداللہ! اس اونٹ کی سرکشی کا کیا ہوا؟ اور ہم سفر پر روانہ ہو گئے، دورانِ سفر آپ جب بھی مجھے دیکھتے تو فرماتے: السلام علیک ابوعبداللہ! اس سرکش اونٹ کا کیا ہوا؟ میں بہت شرمندہ ہوا اور آپ کی مجلس اور مسجد نبوی سے دور دور رہنے لگا۔ جب کچھ عرصہ گزر گیا میں مسجد نبوی میں آیا اور نماز پڑھنے لگا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ اپنے کسی حجرہ سے باہر تشریف لائے، مسجد میں دو رکعت ادا کیں، میں نے اس امید پر اپنی نماز طویل کر دی تاکہ آپ مجھے مصروف دیکھ کر تشریف لے جائیں گے، آپ نے میرے ارادے کو بھانپ لیا فرمایا: ابوعبداللہ! چاہو جتنی طویل نماز پڑھو میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ اب میں نے اپنے دل میں سوچا میں رسول اللہ ﷺ سے معذرت کرلوں گا اور آپ کے سینہ کو صاف کر دوں گا، جب میں نے سلام پھیرا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: السلام علیک ابوعبداللہ! اس اونٹ کی سرکشی کا کیا بنا؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، اس اونٹ نے سرکشی اور آوارگی نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین مرتبہ یہ دعا دی: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے''۔ اور اس کے بعد کبھی اس کا تذکرہ نہیں فرمایا۔

آپ ۴۰ھ میں مدینہ طیبہ میں چورانوے سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ (۱۶۶)

۱۶۶۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۳ ص ۳۶۳، ۳۶۴، رقم: ۱۳۸۔ الاستیعاب، ج ۲ ص ۴۵۵۔ ۴۵۷، رقم: ۶۸۶۔ اسد الغابہ، ج ۱ ص ۷۱۳۔ ۷۱۴، رقم: ۱۴۸۹۔ الاصابہ، ج ۲ ص ۲۹۱۔ ۲۹۳، رقم: ۲۳۰۳

O

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ:

وَ هُوَ الَّذِیْ رَدِفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَرَجَ اِلٰی بَدْرٍ فَرَدَّهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرَّوْحَاءِ لِاَنَّهُ اشْتَکٰی (۱۶۷)

جب نبی کریم ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے، خوات رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے، نبی کریم ﷺ نے آپ کو ''روحاء'' (اور ایک روایت کے مطابق وادی صفراء) سے واپس بھیج دیا تھا، کیونکہ وہ (پتھر لگنے سے زخمی ہوکر) بیمار ہو گئے تھے۔

حضرت جعیل بن زیاد اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا، میری گھوڑی نہایت دبلی اور کمزور تھی، میں لشکر کے آخر میں چل رہا تھا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: گھوڑی والے (تیز) چلو، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ نہایت دبلی اور کمزور ہے، آپ کے پاس کوڑا تھا آپ نے گھوڑی کو مارا اور دعا دی: اے اللہ! اس گھوڑی میں اسے برکت عطا فرما، حضرت جعیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میری گھوڑی قوم کی سواریوں سے آگے نکلنے لگی اور میں نے اس گھوڑی کے پیٹ سے بارہ ہزار کے بچھیرے بیچے۔ (اسد الغابہ، ج ا ص ۳۹۵، رقم: ۷۶۴)

۱۶۷۔ معرفة اسامی ارداف النبی ﷺ، ج ا ص ۸۸

بنو عبد المطلب کے لڑکے رضی اللہ عنہم

۲۶ ذی قعدہ ۱۰ ہجری کو ہفتہ کے دن رسول اللہ ﷺ حج کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، راستے میں آٹھ راتیں گزارنے کے بعد اتوار ۴ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے مکہ مکرمہ میں داخلے کا منظر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مَکَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ اُغَیْلِمَةُ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اٰخَرَ خَلْفَهٗ (۱۶۸)

جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے بنو عبد المطلب کے لڑکے آگے آ کر آپ سے ملے، آپ نے ایک کو آگے اور دوسرے کو پیچھے سوار کر لیا۔

۱۶۸۔ صحیح البخاری، کتاب الحج و العمرة، باب استقبال الحاج القادمین و الثلاثة علی الدابة، رقم الحدیث: ۱۷۹۸، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۵۹۶۵

والد ابوتمیمہ الجُہیمی رضی اللہ عنہ

ابوتمیمہ الہجیمی کا نام ظرف اوران کے والد کا نام مجالد رضی اللہ عنہ ہے، بنوتمیم سے تعلق تھا۔(۱۶۹) آپ کے مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

O

ابوتمیمہ الہُجَیمی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا:

كُنتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ فَعَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ تَعِسَ الشَّيْطَانُ

میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا کہ اونٹنی ٹھوکر کھا کر گری، میں نے کہا شیطان کے لئے ہلاکت ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح نہ کہو اس سے شیطان بڑا بنتا ہے یہاں تک کہ وہ گھر جتنا بڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میں نے اپنی قوت سے اسے گرا دیا ہے لیکن تم بسم اللہ کہو، یہ چیز شیطان کو ذلیل کر دیتی ہے اور وہ مکھی کی طرح چھوٹا ہو جاتا ہے۔(۱۷۰)

سنن ابی داؤد میں یہ حدیث از ابوتمیمہ از ابوالملیح از شخصے مروی ہے، راوی نے ردیف کا نام نہیں لیا۔(۱۷۱)

مسند امام احمد بن حنبل میں یہ حدیث از ابی تمیمہ الہجیمی از ردیف نبی ﷺ مروی ہے، اس میں اونٹنی کی بجائے دراز گوش کے ٹھوکر کھا کر گرنے کا ذکر ہے، اور آخر میں یہ جملہ ہے بسم اللہ کہنے سے شیطان مکھی سے بھی زیادہ چھوٹا اور ذلیل ہو جاتا ہے۔(۱۷۲)

۱۶۹۔ الطبقات الکبریٰ، ج۷ص۱۱۱، رقم:۳۰۴۰۔اسد الغابہ، ج۵ص۴۱، رقم:۵۷۳۷۔ الاصابہ، ج۷ص۴۶، رقم:۹۶۵۸

۱۷۰۔ اسد الغابہ، ج۵ص۴۰۸، رقم:۶۵۴۹

۱۷۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم الحدیث:۴۹۸۲

۱۷۲۔ مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:۲۰۰۶۸، ۲۰۰۶۹، ۲۰۱۶۷

یومِ عرفہ کا ردیف رضی اللہ عنہ

O

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں حجۃ الوداع میں شریک تھا، رسول اللہ ﷺ عرفات میں وقوف فرما رہے تھے کہ نجد کے چند لوگوں نے آ کر پوچھا، یارسول اللہ! حج کیسے ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: حج عرفہ ہے، جو شخص مزدلفہ کی رات کی نمازِ فجر سے پہلے عرفات میں پہنچ گیا اس کا حج پورا ہو گیا، منٰی کے تین دن ہیں:

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ (۱۷۳)

تو جس نے (جانے کی) جلدی کی دو دن میں اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے دیر کی تو اس پر (بھی) کوئی گناہ نہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ثُمَّ اَرْدَفَ رَجُلًا خَلْفَهُ فَجَعَلَ يُنَادِيْ بِهِنَّ (۱۷۴)

پھر آپ نے ایک شخص کو سواری کے پیچھے بٹھا لیا وہ بلند آواز سے ان باتوں کا اعلان کرنے لگا۔

۱۷۳۔ البقرہ:۲۰۳

۱۷۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب من اتیٰ عرفۃ قبل الفجر لیلۃ الجمع، رقم الحدیث:۳۰۱۵۔مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث عبدالرحمن بن یعمر رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث:۱۸۲۹۷، ۱۸۴۷۵

نامعلوم الاسم ردیف رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن بریدہ روایت کرتے ہیں میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے سنا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ پیدل کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک آدمی دراز گوش پر سوار آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! سوار ہوں اور وہ شخص پیچھے ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم اپنی سواری کے جانور پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حق دار ہو مگر یہ کہ یہ حق مجھے دے دو، راوی کہتے ہیں:

قَالَ قَدْ جَعَلْتُهُ لَکَ ، قَالَ فَرَکِبَ (۱۷۵)

اس شخص نے کہا میں نے سواری پر آگے سوار ہونے کا حق آپ کو پیش کیا ہے تو آپ ﷺ آگے سوار ہو گئے۔

۱۷۵۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء ان الرجل احق بصدر دابتہ، رقم الحدیث:۲۷۷۳۔سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب رب الدابۃ احق بصدرها، رقم الحدیث:۲۵۷۲۔مسند امام احمد، ج۲، رقم الحدیث:۲۲۴۸۳

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت صفیہ بن حیی بن اخطب بن سعنہ بن عامر بن عبید رضی اللہ عنہا کا تعلق خیبر سے تھا، آپ پہلے سلام بن مشکم القرظی اور پھر کنانہ بن الربیع النضری کے نکاح میں رہیں، غزوۂ خیبر میں کنانہ بن الربیع مارا گیا، اور قلعہ قموص کی فتح پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا قیدی بنائی گئیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم نے خیبر طاقت سے فتح کیا، قیدی جمع کئے گئے تو دحیہ (رضی اللہ عنہ) نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! قیدیوں میں سے مجھے ایک باندی عطا فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور ایک باندی لے لو، انہوں نے صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) کو لے لیا، اس کے بعد ایک صاحب آ کر عرض گزار ہوئے اے اللہ کے نبی! آپ نے بنو قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ بنت حیی دحیہ (رضی اللہ عنہ) کو دے دی، وہ تو صرف آپ (ﷺ) کے لائق ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دحیہ کو اس (صفیہ) کے ساتھ بلا لاؤ، وہ انہیں لے کر آئے، جب نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو آپ نے دحیہ سے فرمایا: اس کے علاوہ قیدیوں میں سے کوئی باندی لے لو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرما کر ان سے شادی کر لی، اور ان کی آزادی ان کا مہر تھا، راستہ میں سَدّ الصہباء (خیبر کی قدیم بستی سے چند کلو میٹر دور ایک پہاڑی مقام) کے مقام پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ کو دلہن بنایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس جو کچھ ہو وہ لے آئے اور چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا، کوئی کھجور لایا، کوئی گھی لایا، کوئی ستو لایا، سب کو ملا کر مالیدہ بنایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اردگرد کے لوگوں کو بلانے کا حکم دیا، یہی

رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔(۱۷۶)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے حسنِ سیرت کے ساتھ ساتھ حسن صورت سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا، چنانچہ جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ آئیں تو انہیں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے تعمیر کردہ گھروں میں سے ایک گھر میں ٹھہرایا گیا، ان کے حسن و جمال کا چرچا سن کر انصار اور مہاجرین خواتین انہیں دیکھنے آئیں، حضرت ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی چار ازواج مطہرات حضرت زینب بنت جحش، حضرت حفصہ، حضرت عائشہ، اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہن کو دیکھا وہ نقاب ڈالے ان کو دیکھنے آئی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے خواتین کے درمیان عائشہ رضی اللہ عنہا کو پردے میں پہچان لیا اور ان سے پوچھا: تم نے اسے کیسا پایا؟

خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کانوں کا زیور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ہمراہ آنے والی خواتین کو دے دیا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے متعلق ان کو معلوم ہوا کہ انہوں نے کہا ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے ساتھ آپ کی چچا زاد بھی ہیں، اس لئے ہمارا رسول اللہ ﷺ کے ہاں صفیہ سے زیادہ مقام ہے، حضرت صفیہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ کیوں نہ کہا تم مجھ سے کس طرح بہتر ہو، حالانکہ میرے، شوہر محمد (ﷺ) ہیں، میرے والد ہارون (علیہ السلام) اور میرے چچا موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔(واضح رہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

۱۷۶۔ صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یذکر فی الفخذ، رقم الحدیث: ۳۷۱، کتاب البیوع، باب ھل یسافر بالجاریۃ قبل ان یستبراھا، رقم الحدیث: ۲۲۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ ثم یتزوجھا، رقم الحدیث: ۳۴۹۷، ۳۵۰۰، ۳۵۰۱

حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں)۔(۱۷۷)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دوران پانی اور کھانا پہنچانے کے اقدامات کرتی رہیں، اس سلسلہ میں آپ کو باغیوں کی طرف سے نامناسب سلوک کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکمرانی میں ۵۰ھ یا ۵۲ھ میں فوت ہوئیں اور دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ بقیع میں آسودۂ خاک ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا (۱۷۸)

O

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ عُسفان سے واپس آرہے تھے:

وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَ قَدْ اَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيْعًا

رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے، اور آپ نے حضرت صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا، آپ کی اونٹنی ٹھوکر سے پھسلی تو آپ دونوں گر گئے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے وہ اپنی سواری سے نیچے کودے اور کہا: یا رسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر نثار کرے آپ کو چوٹ تو نہیں لگی، آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن تم خاتون کی خبر لو، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے چہرے پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہ

۱۷۷۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۸۹۲

۱۷۸۔ طبقات ابن سعد، ج ۸ ص ۹۵۔۱۰۲، رقم: ۴۱۳۵۔ الاستیعاب، ج ۴ ص ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، رقم: ۴۰۰۵۔ اسد الغابہ، ج ۶ ص ۱۷۱۔۱۷۳، رقم: ۷۰۵۵۔ الاصابہ، ج ۸ ص ۲۱۰۔۲۱۲، رقم: ۱۱۴۰۷

رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے اور ان پر کپڑا ڈال دیا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی سواری کا کجاوہ درست کیا اور رسول اللہ ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سوار ہو گئے، جب مدینہ طیبہ ظاہر ہوا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

آپ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہونے تک برابر یہ جملے کہتے رہے۔ (۱۷۹)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے دس احادیث مروی ہیں، ایک حدیث متفق علیہ اور نو احادیث دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کے ماموں رفاعہ بن سموال رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں، ان کی حدیث موطا امام مالک میں موجود ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: میں مدینہ طیبہ سے دو میل دور زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین سے ان کے گھوڑے کے لئے سر پر گٹھلیاں لاتی تھی، ایک دن ایسا ہوا میں سر پر گٹھلیاں لا رہی تھی کہ راستے میں رسول اللہ ﷺ ملے، آپ کے ہمراہ چند انصاری صحابہ تھے، آپ نے مجھے بلایا اور اپنی سواری کے اونٹ کو اخ اخ کہہ کر بٹھانا چاہا تاکہ مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیں، لیکن مجھے مردوں کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آئی (اور پھر حضور ﷺ آگے بڑھ گئے)۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، رقم الحدیث:۵۲۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق، رقم الحدیث:۵۶۹۲)

۱۷۹۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب ما یقول اذا رجع من الغزو، رقم الحدیث:۳۰۸۵، ۳۰۸۶

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بنت ابی ذویب عبداللہ بن الحارث بن شجنہ بن جابر بن رزام بن ناضرہ بن سعد بن بکر بن ہوازن۔ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جعرانہ میں نبی کریم ﷺ گوشت تقسیم فرما رہے تھے، اچانک ایک خاتون نبی ﷺ کے قریب آئیں، آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی، وہ خاتون آپ ﷺ کی چادر پر بیٹھ گئیں، میں نے لوگوں سے دریافت کیا یہ خاتون کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ آپ کی رضاعی والدہ ہیں۔ (۱۸۰)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پورے خاندان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ شفقت، محبت اور احترام کا سلوک فرماتے تھے، حضرت عمر بن السائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے رضاعی والد حضرت حارث، رضاعی بھائی عبداللہ، رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ، اور آپ کی رضاعی بہن شیما رضی اللہ عنہم سب دولتِ ایمان سے سرفراز ہوئے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے، آپ نے ان کے لئے چادر کا ایک حصہ بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گئے، پھر آپ کی رضاعی والدہ آ گئیں رسول اللہ ﷺ نے چادر کا دوسرا حصہ ان کے لئے بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گئیں، پھر آپ کا رضاعی (دودھ شریک) بھائی آ گیا، رسول اللہ ﷺ اس کے لئے کھڑے ہو گئے اور اسے اپنے سامنے بٹھا دیا۔ (۱۸۱)

حضرت حلیمہ بنو سعد کی دس خواتین کے ہمراہ اپنے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ کے رفاعہ اور اپنے شیر خوار بچے عبداللہ بن حارث کے ساتھ دودھ پلانے کے لئے بچے لینے

۱۸۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، رقم الحدیث:۵۱۴۴

۱۸۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، رقم الحدیث:۵۱۴۵

تلاش میں مکہ مکرمہ آئیں، باقی عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کو یتیم جان کر چھوڑ دیا۔
حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں مجھے کوئی بچہ نہیں ملا تو میں نے اپنے شوہر کے مشورہ سے رسول اللہ ﷺ کو گود میں لے لیا، میری گود میں آپ کا آنا تھا کہ میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں، ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

O

یحییٰ بن یزید سعدی اپنے والد کی زبانی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی واپسی کے سفر کا منظر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فَرَكِبَتْهَا حَلِيْمَةُ وَ حَمَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهَا وَرَكِبَ الْحَارِثُ شَارِفَهُمْ

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنی گدھی پر سوار ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے سامنے اٹھا لیا، اور (ان کے شوہر) حارث اپنی بوڑھی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔

وادی سرر میں یہ لوگ اپنی ہمراہیوں سے جا ملے اور خیر و برکت کے نظارے کرتے ہوئے اپنے وطن لوٹ گئے۔

O

حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی ابتدائی کیفیات کے متعلق دریافت کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: میری رضاعی ماں بنو سعد بن بکر کی تھیں ایک دن میں اور اس کا بیٹا اپنی بکریوں کی طرف چلے گئے ہم اپنے ساتھ کھانے پینے کی کوئی چیز لے کر نہیں گئے، میں نے اپنے (رضاعی) بھائی سے کہا جاؤ امی سے توشہ لے آؤ، میرا بھائی چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس رک

گیا، اتنے میں میرے پاس بڑے بڑے دو سفید پرندے آ گئے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا وہ یہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں، پھر وہ دونوں میری طرف بڑھے اور مجھے پکڑ کر گدی کے بل لٹا دیا پھر میرا دل نکال کر چیرا اور اس میں سے دو سیاہ خون کی پھٹکیاں نکالیں، اور ایک نے دوسرے سے کہا مجھے برف کا پانی دو اس سے انہوں نے میرا شکم دھویا، پھر کہا مجھے ٹھنڈا پانی دو، اس سے انہوں نے میرا دل دھویا، پھر کہا چھری لاؤ، پھر وہ چھری میرے دل میں داخل کر دی، تب ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس (شگاف) کو سی دو، اس نے سی دیا اور اس پر مہر نبوت لگا دی، پھر ایک نے دوسرے سے کہا انہیں ترازو کے ایک پلڑے میں اور ان کی امت کے ہزار کو دوسرے پلڑے میں رکھو، میں ان ہزار کو اپنے اوپر دیکھتا رہا اور ڈرتا رہا کہ ان میں سے کچھ میرے اوپر نہ گریں، پھر اس نے کہا اگر انہیں ان کی ساری امت کے بالمقابل بھی وزن کرو گے پھر بھی یہ جھک جائیں گے (آپ کا پلڑا بھاری رہے گا)، وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے اور میں خوف زدہ ہو کر اپنی والدہ کے پاس چلا گیا اور انہیں سارا واقعہ سنایا، وہ میرے بارے میں خوف زدہ ہو گئیں اور بولیں میں تجھے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، انہوں نے اپنا اونٹ تیار کیا:

فَحَمَلَتْنِىْ عَلَى الرَّحْلِ وَ رَكِبَتْ خَلْفِىْ حَتّٰى بَلَغْنَا اِلٰى اُمِّىْ

مجھے اونٹ پر سوار کیا اور خود میرے پیچھے سوار ہوئیں یہاں تک کہ ہم اپنی امی (سیدہ آمنہ) کے ہاں پہنچے۔

میری رضاعی ماں نے ان سے کہا میں نے اپنی امانت اور ذمہ داری پوری کر دی ہے اور انہیں سارا واقعہ سنایا، میری والدہ ماجدہ نے اس کا کوئی خیال نہ کیا اور فرمایا میں نے (ان کی ولادت کے وقت) دیکھا مجھ سے نور خارج ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (۱۸۲)

۱۸۲۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث عتبہ بن عبدالسلمی)، رقم الحدیث: ۱۷۱۹۶

حضرت امیہ بنت قیس ابن الصلت الغفاریہ رضی اللہ عنہا

تراجم کی بعض کتب میں آپ کا نام امیہ اور بعض میں آمنہ بنت ابی الصلت مذکور ہے۔آپ کا تعلق بنو غفار سے تھا۔(۱۸۳)

O

حضرت امیہ بنت قیس ابن الصلت الغفاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں بنو غفار کی خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کے ہمراہ خیبر کی طرف جانا چاہتی ہیں، ہم زخمیوں کا علاج کریں گی اور مسلمانوں کی مدد کریں گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی برکت سے چلو، حضرت امیہ کہتی ہیں:

فَخَرَجْنَا مَعَهُ وَ كُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَارْدَفَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلٰى حَقِيْبَةِ رَحْلِهِ

ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوئیں، میں کم سن لڑکی تھی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی کے پالان کی کاٹھی پر اپنے پیچھے سوار کرلیا۔

صبح کے وقت آپ نے اپنی سواری کو بٹھایا تو میں نے دیکھا کاٹھی پر میرے خون کا نشان تھا، میں شرم سے سمٹ گئی، رسول اللہ ﷺ نے میری کیفیت ملاحظہ فرمائی اور خون کا نشان دیکھا تو آپ نے مجھے نمک ملے پانی سے طہارت حاصل کرنے اور کاٹھی دھونے کا حکم دیا اور اپنی سواری کی طرف چلے جانے کا فرمایا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کو فتح فرمادیا، آپ نے ہمیں بغیر حصہ نکالے کچھ عطا فرما دیا، اور تم میرے گلے میں جو ہار دیکھ رہے ہو یہ آپ نے مجھے عطا فرمایا اور اپنے ہاتھوں

۱۸۳۔ الاصابہ، ج۸ص۴۳، رقم:۱۰۹۱۱

سے میرے گلے میں ڈالا، اللہ کی قسم! میں اسے اپنے گلے سے کبھی الگ نہیں کروں گی، یہ ہار موت تک ان کے گلے میں رہا اور انہوں نے اسے قبر میں اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کی، اور وہ ہمیشہ غسلِ طہارت کے پانی میں نمک ملاتی تھیں اور یہ وصیت کی کہ ان کی میت کو جس پانی سے غسل دیا جائے اس میں نمک ملایا جائے۔(۱۸۴)

مسند امام احمد بن حنبل میں یہ حدیث بنو غِفار کی کسی خاتون سے مروی ہے، جسے سلیمان بن سحیم نے امیہ بن الصلت از امرأۃ من بنی غفار کے حوالے سے روایت کیا ہے، جس کا نام امیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تھا، لیکن راوی نے بیان نہیں کیا۔(۱۸۵)

غزوۂ ذی قرد میں شریک آٹھ شہسواروں کے گھوڑوں کے نام

حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام لاحق

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام بعزجہ یا سبحہ

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام ذو اللمہ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام حزوہ

حضرت عبّاد بن بشر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام لمّاع

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام مسنون

حضرت ابوعیّاش رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام جُلوہ

اور حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام ذو اللمّہ تھا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ج۳ص۲۸۴)

۱۸۴۔ الطبقات الکبریٰ، ج۸ص۲۲۷۔۲۲۸، رقم: ۴۲۴۵۔ معرفۃ اسامی ارداف النبی ﷺ، ج۱ص۸۰،۸۱۔ سیرۃ ابن ھشام، ج۳ص۳۴۲

۱۸۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۶ص۳۸۰، رقم الحدیث: ۲۶۵۹۵

ایک بدنصیب ردیف

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ نے تفسیر روح المعانی میں سورۃ ''الضحیٰ'' کی آیت: ۷ کے تحت یہ عجیب واقعہ ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عہدِ طفولیت میں ایک بار نبی کریم ﷺ مکہ کی گھاٹیوں میں اپنے دادا عبدالمطلب سے جدا ہو گئے، انہوں نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر نہ پایا، جناب عبدالمطلب واپس آکر کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کی واپسی کے لئے آہ زاری کرنے لگے، اسی دوران ابو جہل اونٹنی پر سوار اپنے بکریوں کے ریوڑ سے واپس آرہا تھا کہ اس نے آپ کو دیکھ لیا، اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور ﷺ کو اپنے پیچھے سوار کیا، لیکن اونٹنی نے اٹھنے سے انکار کر دیا پھر:

فَارْكَبَهُ اَمَامَهُ فَقَامَتْ فَكَانَتِ النَّاقَةُ تَقُوْلُ: يَا اَحْمَقُ هُوَ الْاِمَامُ فَكَيْفَ يَقُوْمُ خَلْفَ الْمُقْتَدِى (۱۸۶)

اس نے آپ ﷺ کو آگے بٹھایا تو اونٹنی کھڑی ہو گئی اور اونٹنی نے کہا: اے احمق! یہ امام ہیں اور امام مقتدی کے پیچھے کیسے کھڑا ہو۔

ابو جہل نے آپ کو اپنے دادا کے پاس پہنچا دیا، علامہ آلوسی رقمطراز ہیں: جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ذریعہ ان کی ماں تک پہنچایا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس امت کے فرعون ابو جہل کے ذریعے حضور ﷺ کو اپنے دادا کے پاس پہنچایا۔

۱۸۶۔ روح المعانی، تفسیر سورۃ الضحیٰ، ج ۱۶ ص ۲۹۱

بعض اہم مآخذ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ
۱۔	قرآن مجید	
۲۔	تفسیر امام ابن ابی حاتم	نزار مصطفیٰ، مکہ مکرمہ
۳۔	تفسیر معالم التنزیل	بیروت
۴۔	تفسیر الخازن	بیروت
۵۔	تفسیر روح المعانی	دار الفکر للطباعۃ، بیروت
۶۔	صحیح البخاری	دار ارقم، بیروت
۷۔	موسوعۃ الحدیث الشریف	دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض
	۱۔ صحیح البخاری	
	۲۔ صحیح مسلم	
	۳۔ سنن ابی داؤد	
	۴۔ جامع الترمذی	
	۵۔ سنن النسائی	
	۶۔ سنن ابن ماجہ	
۸۔	مؤطا امام مالک	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ
۹۔	الادب المفرد	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ
۱۰۔	مسند امام احمد بن حنبل	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۱۱۔	تاریخ ابن عساکر (تاریخ دمشق)	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۱۲۔	معرفۃ اسامی ارداف النبی ﷺ	بیروت
۱۳۔	الشجرۃ النبویۃ فی نسب خیر البریۃ ﷺ	دار ابن کثیر، دمشق، بیروت

۱۴۔ دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین — دارالفکر، بیروت
۱۵۔ الطبقات الکبریٰ — دارالکتب العلمیہ، بیروت
۱۶۔ سیرت ابن ہشام — المکتبۃ العلمیہ، بیروت
۱۷۔ الخصائص الکبریٰ — دارالکتب العلمیہ، بیروت
۱۸۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب — دارالجیل، بیروت
۱۹۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ — دارالفکر، بیروت
۲۰۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ — دارالکتب العلمیہ، بیروت
۲۱۔ التراتیب الاداریہ — دارالکتب العربی، بیروت
۲۲۔ فرہنگ سیرت — کراچی
۲۳۔ المنجد — دارالمشرق، بیروت